عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۱۵ تا ۲۱/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹/ جولائی ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۹

زہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

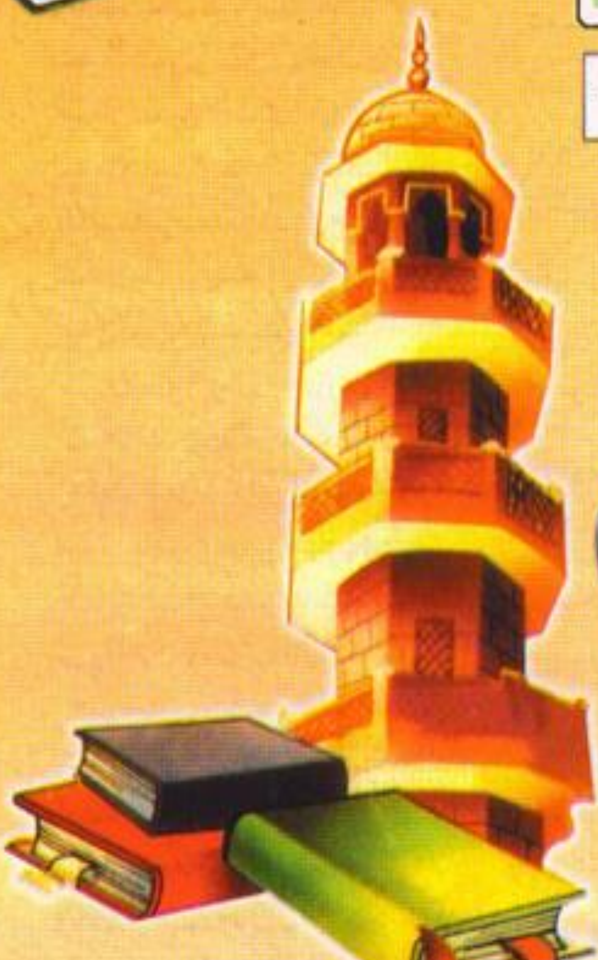

مذہب و علم کا باہمی تعلق

علم و عرفان کی رونق

برصغیر میں اسلام کی آمد

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

ایک حدیث کا صحیح مفہوم:

س:...... ایک سوال کی دوبارہ وضاحت چاہتا ہوں کہ حدیث میں ہے کہ ایک وفد کے افراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کے اوصاف سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”عجب نہیں کہ انبیاء ہوجائیں۔“ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کے بارے میں بھی غالباً ایسا ہی فرمایا تھا کہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے‘ سوال یہ ہے کہ جب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو ”انبیاء ہوجائیں“ یا ”نبی ہوجاتے“ سے کیا مراد ہے؟

ج:...... ”عجب نہیں کہ انبیاء ہوجائیں“ یہ ترجمہ غلط ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: ”حکماء علماء کادوا من فقههم ان یکونوا انبیا“ (صاحب علم‘ صاحب حکمت لوگ ہیں‘ قریب تھا کہ اپنے فقہ کی وجہ سے انبیا ہوجاتے)۔ عربی لغت میں یہ الفاظ کسی کی مدح میں انتہائی مبالغے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ حقیقت کے خلاف استدلال کرنا صحیح نہیں‘ کیونکہ ان کو بھی زندہ رکھا جاتا مگر چونکہ ان کی نبوت ناممکن تھی‘ اس لئے ان کی زندگی میں مقدر نہ ہوا۔ صاحبزادہ گرامی کے بارے میں فرمایا تھا: ”اگر ابراہیمؓ زندہ ہوتے تو صدیق نبی ہوتے۔“ یہ روایت بھی بہت کمزور ہے‘ پھر یہاں تعلیق بالمحال ہے۔

یہ بحث میرے رسالے ”ترجمہ خاتم النبیین“ میں صفحہ: ۲۷۷‘ ۲۷۸ پر آئی ہے‘ اس کو یہاں نقل کرتا ہوں:

”اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادۂ گرامی حضرت ابراہیمؓ کی زیارت کی ہے؟ فرمایا: ”مات صغیراً‘ ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنه‘ ولکن لا نبی بعده.“ یعنی وہ صغر سنی ہی میں خدا کو پیارے ہوگئے تھے‘ اور اگر تقدیر خداوندی کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کے صاحبزادۂ گرامی حیات رہتے‘ مگر آپؐ کے بعد نبی ہی نہیں (اس لئے صاحبزادے بھی زندہ نہ رہے)۔ (صحیح بخاری باب من سمّی باسماء الانبیاء ج:۲ ص:۹۱۴)

اور یہی حضرت ملا علی قاریؒ نے سمجھا ہے‘ چنانچہ موضوعات کبیر میں ابن ماجہ کی حدیث: ”لو عاش ابراهیم...... الخ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: ”اس حدیث کی سند کا ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ضعیف ہے‘ تاہم اس کے تین طرق ہیں‘ جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں‘ اور ارشاد خداوندی: ”...... وخاتم النبیین الخ“ بھی اسی جانب مشیر ہے‘ چنانچہ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آپؐ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا‘ جو بالغ مردوں کی عمر کو پہنچتا‘ کیونکہ آپؐ کا بیٹا‘ آپؐ کی صلب مبارک سے تھا‘ اور یہ امر اس کو مقتضی تھا کہ وہ آپؐ کا ثمرۂ اول (یعنی آپؐ کے محاسن و کمالات کا جامع) ہوتا‘ جیسا کہ مثل مشہور ہے: ”بیٹا باپ پر ہوتا ہے“ اب اگر وہ زندہ رہتا اور چالیس کے سن کو پہنچ کر نبی بن جاتا تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم النبیین نہ ہوں۔“ (موضوعات کبیر حرف ”لو“ ص:۶۹ مطبوعہ مجتبائی قدیم)

ملا علی قاریؒ کی تصریح بالا سے واضح ہوجاتا ہے کہ:

الف:...... ”آیت خاتم النبیین میں ختم نبوت کے اعلان کی بنیاد نفی ”ابوت“ پر رکھ کر اشارہ اس طرف کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد ہمیں کسی کو نبوت عطا کرنا ہوتی تو ہم آپؐ کے فرزندان گرامی کو زندہ رکھتے‘ اور انہیں یہ منصب عالی عطا فرماتے‘ مگر چونکہ آپؐ پر سلسلۂ نبوت ختم تھا‘ اس لئے نہ آپؐ کی اولاد نرینہ زندہ رہی‘ نہ آپؐ کسی بالغ مرد کے باپ کہلائے۔

ب:...... ٹھیک یہی مضمون حدیث ”لو عاش ابراهیم لکان صدیقاً نبیا“ کا ہے‘ یعنی آپؐ کے بعد اگر کسی قسم کی نبوت کی گنجائش ہوتی تو اس کے لئے صاحبزادۂ گرامی کو زندہ رکھا جاتا‘ اور وہی نبی ہوتے‘ گویا حدیث نے بتایا کہ ابراہیمؓ اس لئے نبی نہ ہوئے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ ہی بند تھا‘ یہ نہ ہوتا تو وہؓ زندہ بھی رہتے اور ”صدیق نبی“ بھی بنتے۔“

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

جلد:۲۳ شمارہ:۹ س ۵تا۱۱/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹/ جولائی ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

اداریہ		4
زہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	(مولانا محمد فہد)	6
مذہب وعلم کا باہمی تعلق	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	8
برصغیر میں اسلام کی آمد	(قاضی اطہر مبارکپوریؒ)	13
علم وعرفان کی رونق	(مولانا عبدالحلیم)	18
مرزائیوں کے نام!	(مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ)	22
اخبار عالم پر ایک نظر		24

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صوبہ سرحد میں قادیانیت کی تبلیغ کرنے والوں کی فوری گرفتاری اور قرآن مجید کے قادیانی تراجم کو ضبط کرنے کا حکم

صوبہ سرحد کی حکومت نے صوبے کے مختلف شہر و اضلاع میں قادیانیت کی تبلیغ اور قرآن مجید کے قادیانی تراجم کی تقسیم کا سخت نوٹس لیتے ہوئے قادیانیت کی تبلیغ کرنے والوں کی گرفتاری اور قرآن مجید کے قادیانی تراجم کو ضبط کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔ قرآن مجید کا تحریف شدہ قادیانی ترجمہ شائع کرنے کے خلاف کارروائی کی تفصیلات جو قومی اخبارات میں شائع ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

"قرآن مجید کا غلط ترجمہ چھاپنے والے قادیانیوں کے خلاف کارروائی کا حکم

سرحد حکومت نے غلط ترجمے والی کاپیاں تحویل میں لینے کی ہدایت کردی: اخباری اطلاعات پر کارروائی

پشاور (ثناء نیوز) سرحد حکومت نے قادیانیوں کی جانب سے قرآن مجید کا غلط ترجمہ چھاپنے اور اس کی کاپیاں فروخت کرنے کا سخت سے نوٹس لیتے ہوئے متعلقہ حکام کو حکم جاری کیا ہے کہ وہ ایسے قادیانیوں کے خلاف کارروائی کریں جنہوں نے قرآن مجید کا غلط ترجمہ کر کے اس کی کاپیاں تقسیم کردیں۔ یہ احکامات پیر کے روز سرحد اسمبلی کے اجلاس کے دوران ڈپٹی اسپیکر اکرام اللہ شاہد کی تحریک التواء پر جاری کئے گئے صوبائی وزیر بلدیات سردار محمد ادریس نے کہا کہ جن قادیانیوں نے قرآن مجید کا غلط ترجمہ کر کے چھاپا ہے ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ سردار محمد ادریس نے غلط ترجمہ کی تمام کاپیاں ضبط کرنے کی احکامات جاری کردیئے۔ قبل ازیں اکرام اللہ شاہد نے تحریک التواء پیش کرتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ بعض اخبارات میں خبریں شائع ہوئی ہیں کہ قادیانیوں نے قرآن مجید کا غلط ترجمہ شائع کیا ہے اور اس کی کاپیاں تقسیم کی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آئین پاکستان کی روح کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہیں۔ ذمہ دار قادیانیوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ مسلم لیگ (ق) کے پارلیمانی لیڈر مشتاق احمد غنی اور پی پی شیرپاؤ کے پارلیمانی لیڈر مرید کاظم نے کہا کہ بڑا کام ہوا ہے حکومت کو اس کا علم تک نہیں ذمہ دار افراد کے خلاف ایکشن لیا جائے۔" (روزنامہ امت کراچی ۶/ جولائی ۲۰۰۴ء)

جبکہ قادیانیت کی تبلیغ میں ملوث افراد کی گرفتاری کے بارے میں جاری ہونے والے احکامات کے حوالے سے شائع ہونے والی خبر درج ذیل ہے:

"سرحد میں قادیانیت کی تبلیغ کرنے والوں کی فوری گرفتاری کا حکم

شعائر اسلام کے خلاف سرگرمیاں برداشت نہیں کریں گے: سردار ادریس

پشاور (وقائع نگار) سرحد حکومت نے ڈیرہ اسماعیل خان اور دیگر جنوبی اضلاع میں قادیانیت کی تبلیغ اور قرآن کے ترجمے کی تقسیم کا سخت نوٹس لیتے ہوئے تمام متنازع ترجمے ضبط اور قادیانیت کی تبلیغ کرنے والے افراد کی فوری گرفتاری کا حکم دیا ہے یہ حکم پیر کے روز سرحد اسمبلی میں ڈپٹی اسپیکر اکرام اللہ شاہد کی طرف سے پیش کئے گئے ایک توجہ دلاؤ نوٹس پر دیا گیا اکرام اللہ شاہد نے اخباری رپورٹوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سرحد کے جنوبی اضلاع اور اس سے ملحقہ پنجاب کے علاقوں میں قادیانیت کی تبلیغ کا غیر قانونی کام عروج پر ہے اور اب

قرآن میں تحریف کر کے اس کا ترجمہ چھاپ کر عوام میں تقسیم کیا جارہا ہے حالانکہ آئین کے تحت قادیانی' اسلام اور مسلمانوں کا نہ صرف نام استعمال نہیں کرسکتے بلکہ وہ قرآن وحدیث کا حوالہ بھی نہیں دے سکتے جس پر صوبائی وزیر سردار محمد ادریس نے اعلان کیا کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ اور قادیانیوں سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیتے ہوئے انتظامیہ کو ہدایت کرتے ہیں کہ اس میں ملوث افراد کو گرفتار اور مارکیٹ سے قرآن کے تحریف شدہ تمام نسخے اور قادیانی ترجمے کو فوری طور پر ضبط کر کے کارروائی کریں۔'' (روزنامہ اسلام کراچی ۶/ جولائی ۲۰۰۴ء)

سرحد حکومت کے یہ اقدامات انتہائی قابل تعریف ہیں۔ وفاقی حکومت سمیت دیگر تمام صوبائی حکومتوں کو بھی ان اقدامات کا نفاذ اپنے اپنے دائرہ کار کے مطابق کرنا چاہئے۔ قادیانیوں کے اسلام دشمن اور ملک دشمن تبلیغی اقدامات کے سدباب کے لئے یہ اقدام ناگزیر تھا۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ سرحد حکومت ان اقدامات کو مکمل طور پر نافذ کرے گی اور اپنے صوبے کی حدود سے قادیانیت کے جراثیم کے خاتمے کے لئے موثر کردار ادا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ان اقدامات کے مکمل طور پر نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سرینگر میں قرآن مجید کے نادر نسخے کی شہادت

سرینگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن پاک کا انتہائی نادر نسخہ اس وقت شہید کردیا گیا جب اس اسکول و لائبریری کو بعض افراد نے آگ لگادی جس میں یہ نسخہ موجود تھا۔ اس حوالے سے جو خبر شائع ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

''سرینگر ۱۰۰ سال قدیم اسکول جلادیا گیا' قرآن مجید کے نادر نسخے شہید' زبردست مظاہرے

سرینگر (جنگ نیوز) مقبوضہ کشمیر کے دارالحکومت سرینگر میں پیر کو ۱۰۰ سالہ اسکول اور اس کی لائبریری جلادی گئی' جس سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک کا انتہائی نادر نسخہ بھی شہید ہوگیا۔ آتشزدگی سے تاریخی لائبریری تباہ ہوگئی اور تیس ہزار کتابیں جل گئیں۔ آتشزنی کی اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ جس کے نتیجے میں لوگوں نے اپنی دکانیں بند کردیں اور طلباء نے مظاہرے کیے جس سے کاروبار زندگی معطل ہو کر رہ گیا' جبکہ شہریوں نے بھی مظاہرے کیے۔...... پولیس کے ترجمان کا کہنا ہے کہ اسکول کو آگ لگنے کی وجوہات کی چھان بین کی جارہی ہے۔ کشمیر میں علیحدگی پسند سیاسی تنظیم آل پارٹیز حریت کانفرنس کے رہنما عمر فاروق جو اس اسکول کے روح رواں ہیں کہا ہے کہ اسکول کو نذر آتش کیے جانے کے شواہد ملے ہیں۔ حریت کانفرنس نے ہنگامی اجلاس طلب کیا اور عمر فاروق کی سیاسی جماعت عوامی ایکشن کمیٹی نے منگل کو عام ہڑتال کرنے کی اپیل کی۔ اسکول سے ملحقہ عمارت میں رہائش پذیر محمد حسین نے کہا کہ میں اس وقت صدمے کی کیفیت میں ہوں۔ اسکول کے بائیں حصے میں صبح سویرے آگ بھڑک اٹھی اور آن کی آن میں پوری عمارت اس کی لپیٹ میں آگئی۔'' (روزنامہ جنگ کراچی ۶/ جولائی ۲۰۰۴ء)

یہ واقعہ انتہائی سنگین ہے اور اس کا سب سے افسوسناک پہلو قرآن مجید کے اس انتہائی نادر نسخے کی شہادت ہے۔ دنیا بھر میں قرآن مجید اور مساجد کو نظر آتش کیے جانے کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں اور کسی حکومت کی جانب سے ان واقعات کے سدباب کے لئے کسی قسم کے عملی اقدامات نہیں اٹھائے جارہے۔ ایک طرف تو مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور دوسری طرف انہیں ہی ظالم ٹھہرایا جارہا ہے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ قرآن مجید اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ غیر مسلم انتہا پسند قرآن مجید کے بارے میں نازیبا کلمات ادا کررہے ہیں جبکہ اس کے نسخوں کو نظر آتش بھی کررہے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے قہر وغضب کو دعوت دینے کی کوشش ہے جس کے عملی نتائج کا ان غیر مسلم انتہا پسندوں کو دنیا و آخرت میں سامنا کرنا پڑے گا۔

زہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد فہد

زہد فی الدنیا کی حقیقت:

زہد فی الدنیا یعنی دنیا سے بے رغبتی کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا سے دلچسپی کا تعلق ختم کر کے اس سے صرف ضرورت کا تعلق باقی رکھا جائے' جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق نہیں: رہنے کو ایک جھونپڑا' تن ڈھانپنے کے لئے ایک کپڑا' پیٹ بھرنے کے لئے روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔ (ترمذی)

اور یہی وہ چیز ہے جس کو حدیث میں: التجافی عن دار الغرور (دھوکہ دینے والی دنیا سے دور رہنا) کہا گیا ہے یعنی آپ کا ذہن خدا کی باتیں سوچنے میں اتنا مصروف ہو کہ آپ دنیا کی باتیں بھولنے لگیں' آخرت کی فکر آپ کے اوپر اس طرح چھا جائے کہ دنیا کے غم آپ کو یاد نہ آئیں:

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

یہ ہے زہد فی الدنیا کی حقیقت۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے زنگ خوردہ دلوں کے زنگ کو دور فرمادے اور ہم کو زہد فی الدنیا کی نعمت لازوال سے سرفراز فرمادے۔ آمین۔

دنیا میں عام انسانوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب ان کو مالی فراوانی حاصل ہوتی ہے اور لوازم حیات زیادہ ہو جاتے ہیں تو ان کا دنیا کی طرف اور زیادہ میلان اور جھکاؤ ہو جاتا ہے' اسباب عیش وعشرت کے حصول میں مزید انہماک ہو جاتا ہے' نیز حرص وہوس' طمع اور لالچ میں پہلے سے زیادہ گرفتار ہو جاتے ہیں۔

محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال:

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد کا حال یہ ہے کہ جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی خوشحالی بڑھتی گئی' اسی قدر آپ کا زہد بھی مضبوط و مستحکم ہوتا گیا' یہاں تک کہ جب عرب وعجم کے خزانے آ آ کر آپ کے قدموں میں ڈھیر ہونے لگے اور آپؐ ایک عظیم مملکت کے تاجدار و فرمانروا ہو گئے' اس وقت بھی آپ کے زہد میں کمی نہیں آئی۔ اگر آپؐ چاہتے تو حشم وخدم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر آپؐ کے دائیں بائیں بہتا' اگر آپؐ چاہتے تو وادی بطحاء کے سنگریزے سونا بن کر آپؐ کے ساتھ چلتے' لیکن آپؐ نے دنیا کے تمام اسباب تعیش وتنعم سے گریز کیا اور دنیا سے بے رغبتی کا بے مثال نمونہ پیش کیا۔

جزیہ' خراج وعشر کی فراوانی:

عرب کے گوشہ گوشہ سے جزیہ' خراج' عشر اور زکوٰۃ وصدقات کے خزانے لدے چلے آتے تھے مگر شہنشاہ عرب کے گھر میں وہی فقر وفاقہ تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد حضرت عائشہؓ کی زبانی:

۱:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ حضورؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر دو وقت بھی آپؐ نے سیر ہو کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۲:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ جب آپؐ نے وفات پائی تو (گھر میں اس دن کے کھانے کے لئے' تھوڑے سے جو کے سوا کچھ نہ تھا اور) چند سیر جو کے بدلہ میں آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں رہن تھی۔ (بخاری)

۳:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا جاتا تھا' یعنی بدن مبارک پر جو کپڑا ہوتا تھا' اس کے سوا کوئی اور کپڑا نہیں ہوتا تھا جو تہہ کیا جاتا۔

۴:...... ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سونے کے کنگن پہنے تو آپؐ نے

اتر وا دیے اور فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی کو یہ زیبا نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی راتیں پے در پے اس حالت میں گزرتی تھیں کہ آپؐ اور آپؐ کے گھر والے خالی پیٹ فاقے سے رہتے تھے کیونکہ رات کو کھانا نہیں پاتے تھے اور جب کھاتے تو ان کا کھانا عام طور پر بس جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (ترمذی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کھجور کی چٹائی پر سوئے' پھر جب آپؐ سو کر اٹھے تو جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے' اس حالت کو دیکھ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حضور فرمائیں تو ہم بستر کا انتظام کر دیں اور کچھ بنالیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: مجھے دنیا سے یعنی دنیا کے ساز و سامان اور اس کی راحتوں اور لذتوں سے کیا تعلق اور کیا لینا' میرا تعلق دنیا سے بس ایسا ہے جیسے کوئی سوار مسافر کچھ دیر سایہ لینے کے لئے کسی درخت کے نیچے ٹھہرا اور پھر اس کو چھوڑ کر منزل کی طرف چل دیا۔ (ترمذی' احمد)

☆☆..................☆☆

ایڈیشنل سیشن جج ٹنڈو آدم نے مسلمان لڑکی سے نکاح کرنے کے مقدمہ میں قادیانی ملزم کی درخواست ضمانت مسترد کردی

ٹنڈو آدم (نمائندہ خصوصی) ایڈیشنل سیشن جج ٹنڈو آدم اعظم بلوچ نے ذوالفقار علی نامی قادیانی کی جانب سے دھوکہ دہی کے ذریعہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمان لڑکی مسمات فاطمہ بنت غلام سرور سے نکاح کرنے کے مقدمے میں ملزم ذوالفقار علی کی ضمانت کی درخواست مسترد کردی۔ ملزم پر دفعہ 420' 298-C PPC اور 10(3) کے تحت مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ معزز عدالت نے ڈسٹرکٹ جیلر سانگھڑ کو حکم دیا کہ وہ ملزم کو 26 جولائی کو عدالت میں پیش کرے جہاں اس پر زیر دفعہ 15 زنا حدود آرڈیننس اور 298-C PPC کے تحت فرد جرم عائد کی جائے گی۔ سماعت کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وکیل منظور احمد میئ راجپوت ایڈووکیٹ نے مدعی کی طرف سے اعتراض اٹھایا کہ کسی بھی قادیانی یا دیگر غیر مسلم سے مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا' اگر کوئی بھی غیر مسلم یا قادیانی اپنے آپ کو دھوکہ دہی کے ذریعہ مسلمان ظاہر کرکے کسی مسلم لڑکی سے نکاح کرلے تو اس جرم پر دفعہ 15 زنا حدود آرڈیننس لاگو ہوگی جس کی سزا 25 سال ہے جبکہ کسی قادیانی کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر اس پر دفعہ 298-C PPC لگے گی۔ چونکہ ملزم ذوالفقار نے اپنی درخواست ضمانت میں بھی اعتراف کیا ہے کہ وہ ابھی تک قادیانی ہے اس لئے آئین اور قانون کی خلاف ورزی کے جرم میں اس کی درخواست ضمانت خارج کی جائے جس پر معزز عدالت نے ملزم کی ضمانت کی درخواست مسترد کردی۔ تفصیلات کے مطابق غلام سرور نے 28 مارچ 2004ء کو تھانہ ٹنڈو آدم میں ایف آئی آر درج کروائی کہ اس نے اپنی بیٹی مسمات فاطمہ کا نکاح ذوالفقار علی نامی شخص سے کیا تھا جو کہ کاموکی پنجاب کا رہنے والا اور ان کا دور کا رشتہ دار ہے۔ شادی کے بعد ذوالفقار علی میری بیٹی کو اپنے گھر پنجاب لے گیا۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد میری بیٹی نے فون پر اطلاع دی کہ ذوالفقار علی جس سے آپ نے میرا نکاح کیا تھا وہ کہتا ہے کہ میں قادیانی ہوں۔ اس اطلاع پر غلام سرور نے ذوالفقار علی کو فون کیا کہ میری بیٹی کو فوراً ہم سے ملانے کے لئے ٹنڈو آدم لے آؤ۔ جب ذوالفقار علی لڑکی کو لے کر ٹنڈو آدم لے آیا تو غلام سرور نے اس سے پوچھا کہ تم قادیانی ہو؟ ذوالفقار علی نے پچاس آدمیوں اور علمائے کرام کی موجودگی میں اعتراف کیا کہ میں عرصہ دو سال سے قادیانی ہوں اور ابھی تک قادیانی ہوں۔ اس پر غلام سرور نے تھانہ ٹنڈو آدم میں اس کے خلاف دھوکہ دہی کے الزام میں دفعہ 420' 298-C PPC اور 10(3) کے تحت مقدمہ درج کرایا تھا جس پر ذوالفقار علی کو جیل بھیج دیا گیا تھا۔

ختم نبوة

مذہب وعلم کا باہمی تعلق

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

کچھ مذاہب ایسے بھی ہوتے ہیں جو علم کی موت میں اپنی زندگی اور اس کی شکست میں اپنی فتح محسوس کرتے ہیں' اس کی مثال اس حکایت سے سمجھ میں آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایک بار مچھروں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے تیز ہوا کی شکایت کی کہ ہوا ہم پر بہت ظلم ڈھاتی ہے' اور ہم اس کے ہوتے ہوئے موجود نہیں رہ پاتے اور اس کے چلتے ہی ہم کو بھاگنا پڑتا ہے' اس پر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مدعی علیہ کو حاضر ہونا چاہئے' چنانچہ ہوا کو بلایا گیا' مگر اس کے آتے ہی مچھر غائب ہو گئے' اس پر فرمایا کہ ہم مدعی کی غیر موجودگی میں کیسے فیصلہ کریں؟ یہی حال بہت سے مذاہب کا ہے' ہندوستان کے بعض قدیم مذاہب اور ان کے متعدد پیشواؤں کے طرز عمل بھی اس کی متعدد شہادتیں فراہم کرتے ہیں۔

یورپ میں عیسائی کلیسا اور علم کی نزاع وکشمکش کا قصہ تو بہت مشہور ہے۔ امریکی مصنف ڈریپر کی کتاب ''مذہب اور سائنس کے درمیان نزاع'' تاریخی دستاویزات پر مشتمل بڑی معلومات افزا کتاب ہے' یورپ کے قرون وسطیٰ میں قائم ہونے والے تفتیشی محکموں اور تحقیقی عدالتوں اور کلیسا کے کشتگان ستم کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے' ان لرزہ خیز سزاؤں سے جوان عدالتوں نے تجویز کیں آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مسیحی اعتقادات کی جانچ کی یہ مذہبی عدالتیں جو رومن کیتھولک کلیسا کی جانب سے عہد وسطیٰ میں اٹلی' اسپین' جرمنی اور فرانس میں قائم کی گئی تھیں' الحاد کے الزام میں گرفتار افراد کو سفاکانہ سزائیں دینے کے لئے مشہور تھیں' اسپین میں عربوں کے زوال کے ساتھ ۱۴۹۰ء میں ان عدالتوں کا نظم و نسق حکومت نے سنبھال لیا تھا' سترھویں صدی سے ان کا زوال شروع ہوا' نپولین نے ۱۸۰۸ء میں پھر قائم کیں اور ۱۸۳۵ء تک یہ کسی نہ کسی شکل میں چلتی رہیں' یہ کہنا مشکل ہے کہ کل کتنے لوگ ان عدالتوں کی بھینٹ چڑھے' لیکن اندازاً ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

قرآن نے نازل ہو کر علم کو ایسا عز ووقار بخشا اور علماء کی ایسی قدر ومنزلت بڑھائی' جس کی سابقہ صحیفوں اور قدیم مذاہب میں کوئی نظیر نہیں ملتی اور اس نے علم وعلماء کی ایسی تعریف کی جس کے ذریعہ اس نے انہیں انبیاء علیہم السلام کے درجہ کے نیچے اور دیگر تمام بشری درجات وطبقات کے اوپر پہنچا دیا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ کی گواہی ہے کہ معبود نہیں ہے کوئی بجز اس کے اور فرشتوں اور اہل علم کی (بھی گواہی یہی ہے) اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا معبود ہے' کوئی معبود نہیں بجز اس زبردست حکمت والے کے۔'' (آل عمران)

''آپ کہئے کہ اے میرے پروردگار! بڑھا دے میرے علم کو۔'' (طٰہٰ)

''آپ کہئے کہ کیا علم والے اور بے علم کہیں برابر ہوتے ہیں۔'' (الزمر)

''اللہ تم میں ایمان والوں کے اور ان کے جنہیں علم عطا ہوا ہے' درجے بلند کرے گا۔'' (المجادلہ)

''اللہ سے ڈرتے تو بس وہی بندے ہیں جو علم والے ہوتے ہیں۔'' (فاطر)

حدیث نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چند اقوال کافی ہیں:

''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ انسان پر۔'' (ترمذی)

''علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام نے دینار ودرہم نہیں بلکہ یہ علم ہی میراث میں چھوڑا ہے' تو جس نے اسے حاصل کیا' اس نے بڑا حصہ پایا۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

علم کی اس قدر افزائی اور ترغیب کے نتیجہ میں

تاریخ اسلام میں ایسا علمی نشاط بلکہ ایسا جوش وجذبہ اور علم کی فدائیت وفنائیت کا ولولہ پیدا ہوا' جس کے نتیجے میں اس عالمی وابدی علمی تحریک نے سب سے بڑی زمانی ومکانی مسافت طے کی اور اس کی معنوی مسافت توان دونوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

ان مسافتوں اور علمی موضوعات کے تنوع کو جاننے کے لئے ان کتابوں سے رجوع کریں' جو مختلف زمانوں میں علماء کرام کی کتابوں کے تذکرے پر مشتمل ہیں' بطور مثال چند کا ذکر کیا جاتا ہے: الفہرست ابن الندیم' کشف الظنون حاجی خلیفہ چلپی' معجم المصنفین علامہ محمود حسن ٹونکی (یہ کتاب ۶۰ جلدوں میں بیس ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور چالیس ہزار مصنفین کے حالات پر محیط ہے) الثقافت الاسلامیۃ فی الہند مولانا سید عبدالحئی حسنی (طبع دمشق) تاریخ ادب عربی برکلمان' تاریخ التراث العربی' فواد سزگین وغیرہ۔

مشہور فرانسیسی مصنف ڈاکٹر لیبان اپنی مشہور کتاب ''تمدن عرب'' میں لکھتا ہے:

''عربوں نے جو مستعدی تحصیل علم میں ظاہر کی وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے' اس خاص امر میں بہت سی اقوام ان کے برابر ہوئی ہیں لیکن بمشکل کوئی ان سے بازی لے جا سکی' جب وہ کسی شہر کو لیتے تو ان کا پہلا کام وہاں مسجد اور مدرسہ بنانا ہوا کرتا' بڑے شہروں میں ان کے مدارس ہمیشہ بکثرت ہوتے تھے۔''

بنجمن دی تو ویل جو ۱۱۷۳ء میں مرا ہے' بیان کرتا ہے کہ اس نے اسکندریہ میں بیس مدرسے دیکھے۔

علاوہ عام مدارس تعلیم کے بغداد' قاہرہ' طلیطلہ' قرطبہ وغیرہ بڑے شہروں میں دارالعلوم تھے' جن میں علمی تحقیقات کے کارخانے' رصد خانے' عظیم الشان کتب خانے غرض کل مصالح علمی تحقیقات کا موجود تھا' صرف اندلس میں ستر عام کتب خانے تھے۔

مورخین عرب کے اقوال کے بموجب الحاکم ثانی کے کتب خانہ میں' جو قرطبہ میں تھا' چھ لاکھ جلدیں تھیں' جن میں سے چوالیس جلدوں میں صرف فہرست کتب تھی' اس کے متعلق کسی نے بہت درست کہا ہے کہ چار سو برس بعد جب چارلس عاقل نے فرانس کے شاہی کتب خانہ کی بنیاد ڈالی تو وہ نو سو جلدوں سے زیادہ جمع نہ کر سکے' اور ان میں سے کتب مذہبی کی ایک پوری الماری بھی نہ تھی۔ (تمدن عرب)

علم کے صحیح مقصد کی طرف رہنمائی اور اسے مثبت' تعمیری ومفید اور ذریعہ یقین بنانے کے سلسلے میں بعثت محمدی' اور دعوت اسلامی کے کردار کی اس سے زیادہ اہمیت اور قدر وقیمت ہے' جو اس نے علمی تحریک کی فعالیت ووسعت کے سلسلے میں ادا کیا ہے۔

علم کی کڑیاں بکھری ہوئی بلکہ بسا اوقات متضاد تھیں' علم طبیعات وحکمت' دین سے برسرپیکار تھے حتی کہ ریاضی وطب جیسے علم کے ماہرین بھی بعض اوقات الحادی نتیجے نکالتے تھے' چنانچہ یونان کے حکماء' (جنہوں نے کئی صدیوں تک فلسفہ وریاضیات میں اپنا امتیاز قائم رکھا تھا) یا تو مشرک تھے یا ملحد اور یونان کے علم اور مدارس فکر دین کے لئے خطرہ اور ملحدین کے لئے سند اور نمونہ بنے ہوئے تھے' اس صورتحال میں یہ اسلام کا بڑا احسان تھا کہ اس نے ایسی وحدت قائم کی جو تمام علمی اکائیوں کو مربوط کر دیتی تھیں اور اس کے لئے ایسا کرنا اس لئے آسان ہو سکا کہ اس کا علمی سفر صحیح نقطہ آغاز سے ہوا تھا' اس نے اسے اللہ پر ایمان' اس سے مدد طلبی اور اس پر اعتماد کے ذریعہ اور ''اقرأ باسم ربک الذی خلق'' کی تعمیل میں شروع کیا تھا اور آغاز کی صحت اکثر اوقات انجام کی صحت وخیریت کی ضمانت ہو جاتی ہے' اسلام نے قرآن وایمان کے فیض وفضل سے ایسی وحدت کا انکشاف کیا جو تمام وحدتوں کو مربوط کر دیتی ہے اور وہ وحدت اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کی ہے:

''اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں' اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا ہے' تو پاک ہے' سو محفوظ رکھ ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔'' (آل عمران)

زمانہ ماسبق میں کائناتی وحدتیں (یعنی اس کے مظاہر اور حوادث وتغیرات) انسان کو متضاد نظر آتے تھے اور اسے حیرت واضطراب میں ڈالتے تھے اور کبھی کفر والحاد اور خالق عالم اور مدبر کائنات کے اوپر طعن واعتراض تک پہنچا دیتے تھے' اسے دیکھتے ہوئے ایمان وقرآن پر مبنی ''اسلامی علم'' نے دنیا کو ایسی وحدت عطا کی جو کائناتی وحدتوں کو جمع کر دیتی ہے اور وہ اللہ کا غالب ارادہ اور اس کی حکمت کاملہ ہے۔

جرمن مفکر ہیر اللہ ہوفڈنگ اس وحدت کی دریافت اور انسانی زندگی اور علم واخلاق کے تاریخی سفر میں اس کے موثر کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: ہر مذہب کا ایمان توحید پر ہے' جس کا نظریہ یہ

ختم نبوۃ

ہے کہ کائنات کی ہر شے کی علت وجود ایک ہی ہے (اس فکر سے لازمی طور پر پیش آنے والی مشکلات سے قطع نظر) یہ ایمان و اعتقاد فطرت انسانی پر بڑا مفید اور اہم اثر مرتب کرتا ہے اور اس کے ماننے والوں کے لئے یہ عقیدہ رکھنا آسان ہو جاتا ہے کہ (بعض اختلافات و تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے) عالم کی تمام چیزیں ایک قانون وحدت سے منسلک ہیں کیونکہ علت کی وحدت' قانون کی وحدت کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

ازمنہ وسطی کے دینی فلسفہ نے کثرت میں وحدت کا تصور لوگوں کے ذہنوں میں بٹھا دیا' جس سے غیر مذہبی انسان طبعی مظاہر کی کثرت کے سبب اس سے غافل تھا اور اس کثرت کے مشاہدہ میں اس لئے غلطاں و پیچاں رہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں ان میں ربط پیدا کرنے کا کوئی سررشتہ نہ تھا۔

اس طرح علم با مقصد مفید' اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بن گیا اور اس نے اپنی کوشش انسانیت کی خدمت اور تمدن و معاشرہ کی سعادت کے لئے وقف کر دی اور یہ طرز فکر انسانی فکر و عمل کی دنیا پر سب سے بڑا احسان تھا' جس نے انسانیت کی قسمت بدل دی اور فکر انسانی کا رخ تبدیل کر دیا۔

مغربی مفکرین نے بھی علوم و فنون اور انسانی فکر پر قرآن کے اس احسان کا ذکر کیا ہے' ہم ان میں سے یہاں دو گواہیوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

مشہور مستشرق مارگولیتھ جو اسلام کے خلاف اپنے تعصب کے لئے مشہور ہے' راڈویل کے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

''دنیا کے عظیم مذہبی صحیفوں میں قرآن ایک اہم مقام رکھتا ہے' حالانکہ اس قسم کی تاریخ ساز تحریروں میں اس کی عمر سب سے کم ہے' مگر انسان پر حیرت انگیز اثر ڈالنے میں وہ کسی سے پیچھے نہیں ہے' اس نے ایک نئی انسانی فکر پیدا کی اور ایک نئے اخلاق کی بنیاد ڈالی۔''

ایک اور مستشرق ہارٹونگ ہرشفیلڈ لکھتا ہے:

''ہم کو اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ قرآن علوم کا سرچشمہ ہے' آسمان' زمین' انسانی زندگی' تجارت و حرفت جن کا اس میں ذکر کیا گیا ہے' ان میں متعدد کتابوں یا تفسیروں میں روشنی ڈالی گئی اور ان پر بحث و مباحثہ کا دروازہ کھلا اور مسلمانوں میں بالواسطہ مختلف علوم کی ترقی کا راستہ ہموار ہوا' اس نے صرف عربوں ہی پر اثر نہیں ڈالا بلکہ یہودی فلاسفہ کو بھی اس پر آمادہ کیا کہ وہ مذہبی و مابعد الطبعی مسائل پر عربوں کی پیروی کریں اور آخر کار عیسائی علم کلام کو عرب الٰہیات سے جس طرح فائدہ پہنچا اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

روحانیت کے میدان میں اسلام کی کوشش مذہبیات تک محدود نہیں رہی' یونانی فلکیات اور طبی تحریروں سے واقفیت نے ان علوم کے مطالعہ کی طرف متوجہ کیا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو وحی ملی' اس میں اجسام فلکیہ کے گردش کرنے کا ذکر ان کی عبادت کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی نشانی اور انسان کی خدمت کے طور پر کیا گیا' تمام مسلم اقوام نے فلکیات کا بڑی کامیابی کے ساتھ مطالعہ کیا' صدیوں تک وہی علم کے حامل رہے اور آج بھی اکثر ستاروں کے عربی نام اور متعلقہ الفاظ مستعمل ہیں' یورپ میں عہد وسطی کے ماہرین فلکیات عربوں کے شاگرد تھے۔ اس طرح قرآن نے طبی علوم کی تحصیل کی ہمت افزائی کی' اور عمومی طور پر فطرت کے مطالعہ اور غور و فکر کی جانب توجہ مبذول کی۔

ہمیں آسمانی مذاہب و کتب میں سے کسی مذہب و کتاب کا علم نہیں جس نے عقل سے کام لینے اور اس سے فائدہ اٹھانے' غور و فکر و تجربات سے نتیجہ نکالنے' اسباب و مسببات اور نتائج و مقدمات کا ربط معلوم کرنے اور کائنات سے عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی ہو اور اپنے ماحول پر غور کرنے کی انسانی صلاحیت سے کام نہ لینے' آیات نفسی و آفاقی سے اعراض' ممالک و اقوام کی زندگی کے گزشتہ واقعات سے عدم عبرت و نصیحت اور فرد و جماعت اور حکومتی سطح کے اعمال و اخلاق کے نتائج سے روگردانی پر قرآن مجید کی طرح گرفت کی ہو۔

قرآن نے ظاہری حواس سے' جن میں آنکھ کو بڑی اہمیت حاصل ہے' کام لینے اور ٹھیک طور سے دیکھنے کی بہت ترغیب دی ہے تاکہ انسان بصارت سے بصیرت تک پہنچ سکے' اس پہلے مرحلہ کے بارے میں فرمایا گیا:

''کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی پہنچاتے رہتے ہیں' پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کر دیتے ہیں' جس سے ان کے مویشی کھاتے اور وہ خود بھی' تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں؟'' (السجدہ)

نیز اس عظیم قوت و نعمت (بصارت) سے کام نہ لینے کی مذمت کی گئی جو ہدایت کا وسیلہ ہے:

''سو اندھے اور بہرے ہو گئے' پھر اللہ نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی'

پھر بھی ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہی رہے اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے ان کے کرتوت۔" (المائدہ)

"آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتے ہیں؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے؟" (الانعام)

"دونوں فریقوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرہ ہو اور ایک دیکھنے والا اور سننے والا' کیا (یہ) دونوں حالت میں برابر ہیں؟ تو کیا تم سمجھتے نہیں؟" (ھود)

"آپ کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتا ہے؟ یا یہ کہ کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہوئی ہے؟" (الرعد)

"اور نہ اندھا اور آنکھوں والا کہیں برابر ہیں اور نہ تاریکیاں اور روشنی ہی۔" (فاطر)

آیات الٰہی سے اعراض اور چشم پوشی پر سختی کے ساتھ تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اور کتنی ہی نشانیاں آسمانوں اور زمین میں ہیں کہ ان پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ان کی طرف سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔" (یوسف)

اور آنکھ والوں کو غیرت دلاتے ہوئے فرمایا:

"سو اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔" (الحشر)

عقل سے کام لینے اور عقلمندوں کو غیرت دلانے کے لئے "تعقلون" کا کلمہ قرآن میں بار بار استعمال ہوا ہے' حتیٰ کہ ان آیتوں کی تعداد تئیس تک پہنچ گئی ہے' جن میں یہ کلمہ استعمال ہوا ہے' ہم مثال کے طور پر چند آیات کا ذکر کرتے ہیں:

"اللہ اسی طرح تمہارے لئے کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے' شاید کہ تم سمجھو۔" (البقرہ)

"ہم تو تمہارے لئے نشانیاں کھول کر ظاہر کرچکے ہیں۔" (آل عمران)

"اور آخرت ہی کا گھر ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو ڈرتے رہتے ہیں سو کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔" (الاعراف)

"یقیناً ہم تمہاری طرف ایسی کتاب اتار چکے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے تم کیا پھر بھی نہیں سمجھتے؟" (الصافات)

اہل جہنم کے اس حاسۂ شریفہ سے کام نہ لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اور وہ (یہ بھی) کہیں گے کہ ہم اگر سن لیتے یا عقل سے کام لیتے تو اہل دوزخ میں سے نہ ہوتے۔" (الملک)

اسی طرح کلمہ "یعقلون" مدح واثبات کے سیاق میں بیس سے زائد بار آیا ہے۔ قرآن کا یہی معاملہ دعوت فکر دینے' اہل تفکر کی تعریف اور فکر سے کام نہ لینے والوں کی مذمت کے سلسلے میں ہے' چنانچہ قرآن میں یہ کلمہ گیارہ بار آیا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یہ ایسے ہیں کہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے کروٹوں پر (برابر) یاد کرتے رہتے ہیں' اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔" (الاعراف)

"بے شک ان سب میں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں دلائل موجود ہیں۔" (الرعد)

اسی غور و فکر کے ذریعہ مومنین و عارفین اس حقیقت کبریٰ تک پہنچ سکے جس کے بارے میں قرآن شریف نے ان کی زبان سے کہا ہے:

"اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا۔" (آل عمران)

اس کے نتیجہ میں وہ فکری سرگرمی سامنے آئی' جس نے علوم وصنائع اور تہذیب انسانی کو متاثر کیا اور اس کا اثر ساری دنیا پر پڑا' گویا ایک ایسا وسیع دریچہ اور روشن دان کھل گیا' جس سے روشنی اور تازہ ہوا آنے لگی' اور اسلام نے گویا اس قفل کو توڑ دیا یا کھول دیا جسے آزادی اور فکر سلیم کے دشمنوں اور قدیم مذاہب کے غلط نمائندوں نے عقل انسانی پر ڈال رکھا تھا اور دنیا اپنی اس گہری نیند سے بیدار ہوگئی جو اس پر ہزاروں سال سے طاری تھی' اس نے اس نیند سے اپنی آنکھیں پونچھ کر اپنی قوت شروع ترقی کی بازیافت اور راستہ کی مشکلات سے نمٹنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھنا شروع کیا' اس عالمی تاثر اور متنوع تحریک کے بارے میں ایک فرانسیسی مفکر جولویت کاستیلوٹ اپنی کتاب "قانون تاریخ" میں لکھتا ہے:

"وفات نبوی کے بعد عربوں نے بڑی تیز رفتار ترقی کی اور اشاعت اسلام کے لئے وقت بھی بہت سازگار تھا' اسی

ختم نبوۃ

کے ساتھ اسلامی تہذیب نے بھی حیرت انگیز ترقی کی اور فتوحات کے جلو میں وہ ہر جگہ فروغ پانے لگی اور علوم وفنون اور شعر و ادب میں اس کے اثرات ظاہر ہونے لگے اور اس طرح عرب چند صدیوں تک اپنے ہاتھوں میں عقل کی مشعل اٹھائے رہے اوران تمام علوم کی نمائندگی کی جن کا تعلق فلسفۂ فلکیات کیمیا' طب اور روحانی علوم سے تھا' اس طرح وہ صرف عرفی معنوں ہی میں فکری رہنما اور موجد ومخترع نہیں تھے بلکہ اپنی علمی خدمات کے نتیجہ میں' جنہیں انہوں نے بڑی عالی دماغی سے انجام دیا تھا' وہ اس کے بجا طور پر مستحق تھے' عربی تمدن کی عمر کم تھی مگر اس کے اثرات بہت دوررس تھے اور ہم اس کے زوال پر افسوس ہی کر سکتے ہیں۔''

آگے چل کر وہ لکھتا ہے:

''اگرچہ حکمران جاگیردارانہ ذہن رکھتے تھے مگر ان کے ذریعہ جو کام ہوا وہ ان کی شخصیت سے کہیں بلند تھا' اسی کے نتیجے میں ایک حیرت انگیز تہذیب وجود میں آئی' یورپ عربی تمدن کا احسان مند ہے جب وہ دسویں صدی سے چودھویں صدی تک غالب وحکمران تھی' یورپ نے اس سے فلسفیانہ اور علمی فکر میں استفادہ کیا' جس نے قرون وسطی میں خاموش اثرات مرتب کئے' ہمیں وہ عربی تمدن' عربی علوم اور عربی ادب وفن کے آگے جاہل اور گنوار نظر آتے ہیں' وہ اس صحت مند فضا سے مستفید ہوا جو اس زمانے میں عربی افکار کے ذریعے قائم تھی۔''

ان چار صدیوں میں عربی تمدن کے سوا کوئی تمدن نہ تھا اور علمائے عرب ہی اس کا علم بلند کئے ہوئے تھے۔

موسیو لیبان اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''لوگ تجربہ ومطالعہ اور استقرائی منطق کو جو علم جدید کی اصل کی حیثیت رکھتے ہیں' فرانسس بیکن کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر اب یہ اعتراف کیا جانا ضروری ہے کہ یہ طریقہ مکمل طور پر عربوں کی ایجاد ہے۔''

رابرٹ بریفالٹ اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

''یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں' جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔''

بریفالٹ آگے چل کر لکھتا ہے:

''صرف طبعی علوم ہی (جن میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں' بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں' اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے جب اسلامی تہذیب وتمدن کی پہلی کرنیں یورپ میں پڑنی شروع ہوئیں۔''

☆☆..........☆☆

بقیہ: علم وعرفان کی رونق

کے کہساروں سے ہوتا ہوا ٹیپو سلطان' سراج الدولہ' بہادر شاہ ظفر' حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید' شاہ اسماعیل شہید' حضرت حافظ ضامن شہید' غازی علم الدین شہید' حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مولانا مفتی عبدالسمیع' حضرت مولانا عبداللہ شہید اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید جیسے مردان حریت اور جبال استقامت کی سند کے ساتھ اہل حق کا نصیب ہے' ورنہ موت تو ویسے بھی ہر کسی کو آ کر ہی رہتی ہے۔

ہمارے حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہید نور اللہ مرقدہ تو اس آیت شریفہ کے مطابق حیات جاوید پا چکے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

''اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں' کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں' لیکن تم کو خبر نہیں۔'' (شیخ الہند)

اور بقول شاعر:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جبکہ قاتل ''خسر الدنیا والآخرۃ'' کے مصداق ٹھہرے' اگر وہ اس جہان کے اقتدار اور سیم وزر کی بدولت ملکی قانون سے بچ بھی گئے تو قیامت کے دن تو انہیں حساب دینا ہی پڑے گا' جب اللہ تعالیٰ کا تخت عدالت آخری فیصلے کے لئے بچھایا جائے گا اور پھر ہمارے حضرت مفتی صاحب شہید رحمہ اللہ اپنے خون مظلومیت سے رنگین لباس شہیداں میں ملبوس اللہ کے حضور استغاثہ کریں گے اور قاتلوں کا دامن پکڑیں گے اور ''بای ذنب قتلت؟'' کے فغاں سے محشرستان قیامت کو ماتم کدہ بنا دیں گے:

چوں بگزرد نظیری خونین کفن بحشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں داد راہ کیست

☆☆☆

ایک معلوماتی، علمی و تحقیقی تحریر

برصغیر میں اسلام کی آمد

قاضی اطہر مبارکپوریؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں کسی صحابیؓ کے باقاعدہ دعوت لے کر ہندوستان آنے کی صحیح اور مستند روایت نہیں ملتی' البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چار پانچ سال بعد عہد فاروقی میں اس کی روایت موجود ہے۔

عہد رسالتؐ میں بحری اسفار:

مگر اس بحث سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بحری اسفار پر مختصری بحث کی جائے اور بتایا جائے کہ اس زمانے میں عام طور پر بحری سفر کا رواج تھا کیونکہ یورپ کے مستشرقین جو اسلام کے ہر مجد و شرف کے منکر ہیں' اس حقیقت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ملک عرب تین طرف سے سمندروں سے گھرا ہوا ہے اور قدیم زمانے سے عربوں میں غیر ممالک کا سلسلہ بحری راستوں سے جاری تھا اور ان کے تجارتی اور بحری اسفار مشرق میں چین تک اور مغرب میں روم تک جاری تھے' اسی طرح عہد رسالتؐ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بحری اسفار کا تجارتی سلسلہ قائم رہا' امام حسن بصریؒ نے حضرت سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ بحری تجارت کیا کرتے تھے۔''

ایک مرتبہ شکاریوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ''ہم لوگ سمندری سفر کرتے ہیں اور تھوڑا سا پانی ساتھ لے لیتے ہیں۔'' (رحلۃ الصدیق' نواب صدیق حسن خان ص ۴۷)

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام قرار دے دی ہے' تو اس وقت صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ کیونکہ اس کو کشتیوں' چمڑوں اور چراغ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں وہ بھی حرام ہے۔

اس کے علاوہ خطیب بغدادی نے ''موضح اوہام الجمع والتفریق'' میں مسلم بن عمران اسدی کے تذکرے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے' جس میں ایک عورت کا سمندری سفر کرنا مذکور ہے۔

ان چند احادیث اور عہد رسالت کے واقعات سے اس دور کے بحری سفر کا اندازہ ہوتا ہے' نیز احادیث و سیرت کی کتابوں میں عہد رسالتؐ کے بحری اسفار کے تذکرے موجود ہیں۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں سال صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و مشورے سے بحری راستے سے حبشہ ہجرت کی۔ ۶ ہجری تا ۷ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو نامۂ مبارک دے کر حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا۔ یمن کے قبیلہ اشعر کے تقریباً باون مسلمان مدینہ کے ارادے سے بحری راستے سوار ہوئے' مگر ہوا کا رخ بدل جانے سے یہ لوگ حبشہ پہنچ گئے۔ یہاں کے مسلمان مہاجرین نے ان کا استقبال کیا اور غزوۂ خیبر کے موقع پر ۷ ہجری میں انہیں ساتھ لے کر مدینہ پہنچے اور ان حضرات کو ''اہل السفینہ'' کا لقب ملا۔ (صحیح مسلم' فضائل اشعر)

''طبقات ابن سعد'' میں ہے کہ یہ لوگ مرد عورت سمیت پچاس آدمی تھے اور یمن سے سوار ہو کر جدہ اترے۔ سمندری راہ سے کشتیوں میں چلے اور جدہ میں اترے (طبقات ابن سعد جلد اول)

اسی طرح ''لخم اور جذام'' کے تیس آدمیوں کے ہمراہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بحر روم کے سفر پر روانہ ہوئے مگر باد مخالف کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار ہو کر ایک جزیرے میں پہنچے۔ (صحیح مسلم' ذکر دجال)

اسلامی تاریخ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بحری اسفار کے اور بھی تذکرے موجود ہیں۔ نیز قرآن حکیم نے جگہ جگہ سمندروں کے پرہول مناظر بیان کر کے عربوں کو مشرکانہ عقائد پر جھنجھوڑا ہے اور دعوت توحید دی ہے۔ عہد رسالت

ختم نبوت

کے اشعار میں بھی بحری اسفار اور جہاز رانی کا ذکر موجود ہے۔ ان شواہد اور دلائل کے بعد برصغیر پاک و ہند میں صحابہ کرام کا آنا اس لئے ناممکن قرار نہیں دیا جاسکتا کہ وہ بحری سفر نہیں کرتے تھے یا یہ کہ وہ جزیرۃ العرب کے ریگستانوں اور پہاڑوں کی حدود سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ اس موضوع پر تفصیلی معلومات کے لئے علامہ سید سلیمان ندویؒ کی کتاب ''عربوں کی جہاز رانی'' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

عہد رسالتؐ میں دعوت اسلام کی دو روایات:

۶ ہجری کے آخر یا ۷ ہجری کے شروع میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب اور دوسرے علاقوں کے بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام تبلیغ اسلام کے دعوت نامے صحابہ کرام کے ذریعے بھیجے تو عرب کے مشرقی علاقوں کے حکمرانوں کے نام بھی دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے' عمرو بن عاص سہمی رضی اللہ عنہ کو عمان میں جیفر اور عیاذ کے پاس' سلیط بن عمرو کو یمامہ میں ''ثمامہ بن اثال'' کے پاس' اور سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ''ہوزہ'' کے پاس اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین میں ''منذر بن ساوی عبدی'' کے پاس روانہ فرمایا۔ یہ سب مقامات برصغیر ہندوپاک کے سامنے واقع ہیں اور قدیم زمانے سے ہندوستان اور چین تک عرب تاجروں کی گزرگاہ رہے ہیں' لیکن ان کے آگے سمندر پار عہد رسالت میں کسی صحابی کے آنے کی مستند روایت نہیں ہے اور جو دو ایک روایتیں موجود ہیں وہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچیں۔ حالانکہ ان ہی دنوں میں عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ''حبشہ'' نامہ مبارک لے کر جانے کی روایت احادیث وسیر کی کتابوں میں موجود ہے۔ پھر بھی ان غیر معتبر روایات کا ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں ہمیں اب تک صرف دو روایات مل سکی ہیں۔ پہلی روایت ''قنوج'' کے راجہ ''سرابانک'' کے پاس صحابہ کے دعوت اسلام لے کر آنے اور راجہ کے مسلمان ہونے کی ہے جسے حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں غیر مستند قرار دیا ہے۔ روایت ملاحظہ ہو:

> ''سرابانک نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس حضرت حذیفہ' حضرت اسامہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہم کو دعوت اسلام دے کر بھیجا' چنانچہ اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو بوسہ دیا۔''

اس روایت کو نقل کر کے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ ''ذہبی'' نے ''تجرید اسماء الصحابہ'' میں کہا ہے کہ یہ کذب واضح اور کھلا ہوا جھوٹ ہے' دوسری روایت سندھ میں پانچ صحابہ کرام کے آنے اور ان میں سے دو حضرات کے واپس جانے اور تین کے سندھ میں انتقال فرمانے کی ہے۔ یہ روایت ایک قلمی مجموعہ میں ''جمع الجوامع'' کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سندھ کے باشندوں کے پاس اپنے صحابہ کرامؓ کے ذریعہ اپنا نامہ مبارک بھیجا' جب یہ سندھ کے مقام ''تیرن کوٹ'' میں آئے تو وہاں کے بعض لوگوں نے اسلام قبول کیا' پھر ان پانچ میں سے دو واپس چلے گئے اور باقی تین سندھ میں رہ گئے۔ سندھ کے لوگوں نے ان کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور انہوں نے ان کو اسلامی احکام سکھائے' بعد میں یہ لوگ سندھ میں انتقال کر گئے اور ان کی قبریں ابھی تک وہیں موجود ہیں۔ (مجموعہ کلمات و رسائل' مولوی بخاری قلمی صفحہ ۹۰)

جس قلمی مجموعہ یادداشت سے یہ روایت نقل کی گئی ہے نہ وہ معتبر ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ ''جمع الجوامع'' کون سی کتاب ہے؟ علامہ سیوطیؒ کی ''جمع الجوامع'' میں اس قسم کی روایت مستبعد معلوم ہوتی ہے۔

الغرض ۶ تا ۷ ہجری میں یا اس سے پہلے ہندوستان میں کسی صحابی کے دعوتِ اسلام لے کر آنے کی کوئی صحیح روایت نہیں ہے' البتہ اس کے آٹھ نو سال بعد خلافت فاروقی کے ابتدائی دور میں عرب سے صحابہ کرامؓ کے ہندوستان آنے کی مستند روایت موجود ہے اور اسی زمانے میں باب الہند بحرین سے مسلمانوں کی رضاکارانہ فوج تھانہ (بمبئی)' بھڑوچ (گجرات) اور دیبل (سندھ) آئی اور جنوبی ہند کے بعد ساحلی مقامات پر کسی صحابی کے آنے کی جو روایت مشہور ہے وہ بھی تاریخی اعتبار سے غیر مستند ہے۔

وصال نبویؐ کے چوتھے سال ہندو پاک میں صحابہ کرامؓ کی تشریف آوری:

عرب کا مشرقی ساحلی علاقہ بحرین ہمیشہ سے چین اور ہندوپاک کی تجارت کا مرکز تھا۔ اس کے تمام علاقوں میں ہندوستان کے لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ اس کی مرکزیت واہمیت کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں اپنے دو حکام مقرر فرمائے: ایک حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ' ایک روایت میں ہے کہ حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ علاقہ قطیف کے حاکم تھے اور حضرت ابان رضی اللہ عنہ علاقہ ''خط'' میں تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت علاء حضرمی کو دوبارہ وہاں کا

ختم نبوت

حاکم مقرر کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں ان کی جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکومت دی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علاء حضرمی کے زمانے میں ہی حضرت ابوہریرہ کو عہدہ دے کر ان کے ذمہ قضا اور نماز کی امامت کے ساتھ زکوٰۃ وخراج کی وصولی بھی کردی گئی تھی۔

بحرین کی مرکزیت، یہاں ہندوستانیوں کی کثرت اور ہندوستان سے تجارتی جہازوں کی آمد و رفت دیکھ کر حضرت ابوہریرہؓ کو تعجب نہیں کہ یہیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بشارت یاد آ گئی ہو اور انہی ایام میں انہوں نے ہندوستان میں جہاد کرنے کی تمنا فرمائی ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا ہے، اگر میں اس میں شریک ہوسکا تو اپنا جان و مال قربان کردوں گا، اگر میں اس میں کام آ گیا تو بہترین شہید ہوں گا اور اگر واپس لوٹا تو نار جہنم سے آزاد ابو ہریرہؓ ہوں گا۔

حضرت ابوہریرہ کی یہ تمنا دل ہی میں تھی کہ حضرت عمر نے ان کی جگہ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا، جنہوں نے ہندوستان پر فدائیان اسلام کے ذریعے تین طرف سے فوج کشی کرائی۔

۱۵ ہجری میں تھانہ بھڑوچ اور دیبل پر حملہ:

عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ ۹ ہجری میں طائف کے وفد ثقیف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ نے ان کی صلاحیت کے پیش نظر ان کو طائف کا حکم مقرر فرمایا۔ اس وقت سے خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی کی ابتدا تک وہ طائف کے حاکم رہے مگر حضرت عمر نے ۱۵ ہجری میں ان کو طائف کی بجائے بحرین اور عمان کا حاکم مقرر کیا۔ یہ کئی بھائی تھے: عثمان بن ابی العاص، حکم بن ابی العاص، مغیرہ بن ابی العاص، اور حفص بن ابی العاص رضی اللہ عنہم، چنانچہ عثمان نے بحرین اور عمان کی تولیت کے ابتدائی دور ہی میں اپنے بھائی حکم کو طائف سے بلاکر بحرین بھیج دیا اور خود عمان پہنچ کر فدائیان اسلام کی فوج تیار کی اور اس کی قیادت اپنے بھائی ''حکم'' کو دے کر ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم میں تھانہ (بمبئی) اور بھڑوچ (گجرات کاٹھیا واڑ) دونوں ساحلی مقامات پر حکم بن ابی العاصؓ نے اپنی فوج کو لے کر حملہ کیا اور فتح پائی، نیز عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاص کی زیر قیادت ایک رضا کارانہ بحری فوج دیبل (ٹھٹھہ سندھ) کی طرف روانہ کی جہاں سے اسلامی لشکر مظفر و منصور واپس آیا۔

جب اسلامی لشکر ہندوستان سے واپس آ گیا تو حضرت عثمان ثقفیؓ نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی پوری تفصیل لکھی، چونکہ حضرت عمر اس فوج کشی سے بے خبر تھے اور اس سے پہلے بحری راستہ سے اسلامی فوج ادھر نہیں آئی تھی، اس لئے آپ نے حضرت عثمان ثقفیؓ کے اس اقدام کو ناپسند فرمایا اور تہدید آمیز خط لکھا کہ اگر اس خطرناک اور غیر منظم مہم میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا تو تمہارے قبیلہ ثقیف سے ایک ایک کا بدلہ لوں گا، الغرض وصال نبویؐ کے چار سال بعد صحابہ کرامؓ اسلام کی دولت لے کر پاک و ہند تشریف لائے اور اس سرزمین نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ ان مہمات کا تذکرہ بلاذری نے فتوح البلدان کے باب ''فتوح السند'' میں بھی تفصیل سے کیا ہے۔

مورخین کے ان حملوں کے بیان نہ کرنے کی وجہ:

تعجب ہے کہ تمام مورخین نے ہندوستان میں مسلمانوں کی اس ابتدائی آمد اور یہاں کے تین مقامات پر ان کے حملے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے، البتہ ''یاقوت حموی'' نے ''معجم البلدان'' میں خود دیبل پر حضرت حکم ثقفی رضی اللہ عنہ کے حملے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> ''دیبل سندھ کا ایک شہر بحر ہند کے ساحل پر ہے اور عثمان بن ابی العاص نے اپنے بھائی حکم کو یہاں بھیجا جنہوں نے اسے فتح کیا۔'' (معجم البلدان جلد سوم)

اس سے اتنا تو ثابت ہوگیا کہ علامہ ''بلاذری'' اپنے بیان میں تنہا نہیں بلکہ ''یاقوت حموی'' بھی ان کے ساتھ ہیں، البتہ ''حموی'' نے اس سلسلے میں صرف دیبل کا نام لیا اور تھانہ اور بھڑوچ کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ بہت سے مورخین نے بلاذری ہی کے حوالہ سے حضرت عثمان ثقفیؓ کی پانچ چھ سال بعد کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور فتوحات کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، بلکہ خود بلاذری نے اس فتوح البلدان میں کورفارس اور کورمان کی فتوحات کے باب میں عثمان رضی اللہ عنہ کی بحرین وعمان میں تقرری کو بیان کرتے ہوئے تھانہ بھڑوچ اور دیبل پر حکم کے فوج کشی کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے، حالانکہ بحری راستے سے فارس کی مہم کا تذکرہ کیا ہے۔

''حموی'' اور دوسرے مورخین کے ان حملوں کے تذکرہ نہ کرنے کی وجہ یہی ہے کہ یہ بالکل غیر اطلاعی اور غیر منظم جھڑپ تھی، کوئی مستقل فوج کشی اور جنگ نہ تھی، جسے حضرت عمر نے بھی ناپسند کرتے ہوئے کوئی اہمیت نہیں دی، بلکہ شدت سے منع فرمایا، اس

طرح ''امام ابن عبدالبرؒ'' نے بھی ''استیعاب'' میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے ۱۵ ہجری میں بحرین اورعمان کے حاکم بنائے جانے کا تذکرہ کرکے لکھا ہے کہ عثمانؓ خودتو عمان چلے گئے اور بحرین اپنے بھائی حکم کو بھیجا' اس کے بعد حکم کے بارے میں کچھ نہیں لکھا بلکہ عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ کے ۲۱ ہجری میں فارس کے شہرتوج پر حملہ کرنے کا ذکر کیا ہے اورعثمان توج گئے اور فتح کرکے آباد کیا اور وہاں کے ایرانی حاکم شہرکو قتل کیا۔ یہ واقعہ ۲۱ھ کا ہے۔ (الاستیعاب برحاشیہ اصابہ جلد۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ نے ۱۵ تا ۲۰ ہجری تک کوئی جنگی سرگرمی نہیں دکھائی بلکہ ۲۱ ہجری میں پہلا حملہ انہوں نے توج پر کیا اور اسی میں اپنے بھائی حکم کو عمان سے بحری مہم پر روانہ کیا اور انہوں نے فارس کے شہر ''برکان'' کو فتح کرکے ''توج'' کا رخ کیا۔ (معجم البلدان)

حضرت عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کے بھائی حکم اور مغیرہ کی زیر قیادت ہندوستان کے ساحلی مقامات پر جو ہنگامی حملہ ۱۵ ہجری میں ہوا تھا' اس کی مثال ایسی ہے جیسے خلافتِ صدیقی کے ابتدائی دور میں حضرت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ حدود فارس پر حیرہ کی طرف سے اور حضرت سوید بن قطبہ عجلی رضی اللہ عنہ ابلہ کی راہ سے حملہ آور ہوئے تھے اور پھر صحراؤں میں چلے جاتے تھے۔ (معجم البلدان) اور جس طرح ان دونوں حضرات کی ان ہنگامی یلغاروں اور وقتی حملوں کا مفصل حال اسلامی تاریخوں میں نہیں ملتا' اسی طرح حکم اور مغیرہ کے ہندوستان پران بحری حملوں کا ذکر بھی نہیں ملتا۔

پاک و ہند' طائف اور اس کے قبیلے بنوثقیف کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتے کہ انہوں نے اس سرزمین کو اپنی دینی اور روحانی توجہ کا مرکز بنایا اور جب بھی انہیں اقتدار ملا' اس کی طرف رخ کیا۔ عہد فاروقی میں حضرت عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ نے بحرین وعمان کی گورنری پاتے ہی اپنے دو بھائیوں حکمؓ اور مغیرہؓ کو یہاں اسلام کی برکت دے کر روانہ کیا اور اموی دور خلافت میں حجاج بن یوسف ثقفی نے عراق کی گورنری پاکر اپنے جواں سال بھتیجے محمد بن قاسم کو خلافت کے زیر اہتمام باقاعدہ اسلامی فوج کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔

حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ:

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خانوادۂ ثقیف کا مختصر تذکرہ کردیا جائے جس کا تقریباً ہر فرد پاک و ہند کا محسن ہے۔ حضرت ابوعبداللہ عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان بن عبدالرطائف کے مشہور قبیلہ بنوثقیف سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۹ ہجری میں طائف کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ارکان وفد میں سب سے چھوٹے تھے' اس لئے لوگوں نے انہیں ڈیرے پر سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا' جب وہ لوگ دوپہر کو آکر سوئے تو آپ چپکے سے خدمت نبویؐ میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آرام فرماتے دیکھتے تو حضرت ابوبکر اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے قرآن پڑھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس بات سے بہت خوش ہوئے اور جب تمام ارکان وفد کھل کر اسلام لے آئے تو عثمان نے بھی اپنا اسلام ظاہر کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی طرف سے طائف کا حاکم بنایا۔ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک آپ اسی منصب پر رہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین اور عمان کی گورنری کے لئے طلب کیا تو پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے حاکم بنایا ہے' میں اسے ہٹا نہیں سکتا' مگر جب لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ ان سے کہیں کہ اپنی طرف سے کسی کو طائف کا حاکم مقرر کردیں' چنانچہ اس طرح حضرت عمر نے ان کو ہٹایا کہ انہوں نے اپنے بھائی حکم کو اپنا نائب مقرر کیا اور بحرین وعمان کی گورنری سنبھال لی' پھر جلد ہی حکم کو اپنے پاس بلاکر ہندوستان اور ایران کی مہمات پر روانہ کیا اور خود ایران میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر بہت سے مقامات فتح کئے' آخر میں بحرین وعمان سے معزول ہونے کے بعد بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ بصرہ میں جس جگہ آپ رہتے تھے اسے شط عثمان کہا جاتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی دینی خدمات پر بارہ ہزار جریب کا ایک ٹکڑا جاگیر میں دیا۔ صحاح اور سنن میں آپ (عثمان ثقفی) کی احادیث و روایات موجود ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں بصرہ میں انتقال ہوا۔ (رضی اللہ عنہم ورضوعنہ)

حضرت حکم بن ابی العاص ثقفیؓ:

حضرت حکم بن العاص بن بشر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعثمان یا ابوعبدالملک ہے' صحابی رسولؐ ہیں۔ بڑے بہادر اور شان کے آدمی تھے' اپنے بھائی عثمان ثقفی کی طرف سے بحرین کی گورنری سنبھال لی' ایران وعراق میں اسلامی فتوحات کیں' اپنی قیادت میں فدائیان اسلام کی ایک جماعت لے کر ۱۵ ہجری میں تھانہ اور بھڑوچ آئے تھے' آپ بھی اپنے بھائی عثمان کے ساتھ بصرہ میں آباد ہوگئے تھے۔

ختم نبوۃ

حضرت مغیرہ بن ابی العاصؓ:

حضرت عثمان ثقفیؓ کے حقیقی بھائی اور ان کی دینی اور اسلامی سرگرمیوں میں شریک ہیں۔ آپ نے اپنے بھائی عثمان کی طرف سے دیبل پر فدائیانِ اسلام کو لے کر کامیاب فوج کشی کی ایک روایت یہ ہے کہ آپ سندھ میں فوت ہوئے مگر یہ روایت معتبر نہیں۔

حضرت حفص بن ابی العاصؓ:

آپ بھی حضرت عثمان ثقفیؓ کے حقیقی بھائی ہیں۔

خلافت راشدہ میں پاک و ہند سے تعلقات:

۱۵ ہجری میں ہندوستان پر غیر منظم بحری حملے کے بعد عہد فاروقی میں پھر کسی مہم کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ حضرت عمرؓ اس مہم کے تحت خلاف تھے اور بغیر پوری تیاری اور پوری معلومات کے ہندوستان کے طول و طویل بحری سفر کو خلاف مصلحت سمجھتے تھے' اس لئے حضرت عثمان ثقفیؓ نے پہلے حملے کے بعد پھر اس طرف کوئی توجہ نہ دی بلکہ پانچ چھ سال بعد ایران کے علاقوں میں مجاہدانہ سرگرمی تیز کی اور اپنے بھائی حکم کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔

عہد فاروقی میں سندھ اور مکران کی حدود تک براہ خشکی مجاہدین اسلام کے قدم آئے مگر آگے نہ بڑھے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو آپ نے پاک و ہند کی سرزمین کی طرف توجہ فرمائی اور حضرت عمرؓ کی محتاط روش کی روشنی میں عراق کے حاکم عبداللہ بن عامر کریز کے ذریعے حضرت کلیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ کو ہندوستان کے سرحدی مقامات کے سیاسی اور ملکی حالات اور جہاد کے امکانات معلوم کرنے کے لئے یہاں بھیجا' مگر یہاں کے حالات جہاد کے لئے مناسب نہ تھے اس لئے مزید کوئی کارروائی نہ کی' جب خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو آپ نے کی حارث بن مرہ عبدی کو اجازت دی کہ وہ ایک جماعت کو لے کر ہندوستان کا رخ کریں۔ چنانچہ حارث رضی اللہ عنہ نے ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد پر حملہ کیا اور مال غنیمت پایا مگر بعد میں قیقان (گیلان' قلات) کے ایک معرکہ میں حضرت حارث اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۴۴ ہجری میں "مہلب بن ابی صفرہ" نے ہندوستان کا رخ کیا اور بنوں پر فوج کشی کی' اس کے بعد عبداللہ بن سوار عبدی نے قیقان پر حملہ کر کے گزشتہ کا بدلہ لیا اور فتح پائی' نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے "سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی" کو مکران کی طرف روانہ کیا' جہاں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی' اسی دوران زیاد نے راشد بن عمرو ازدی کو مکران بھیجا اور راشد نے قیقان کو فتح کر کے بحری ڈاکوؤں کا قلع قمع کیا۔ (فتوح البلدان)

الغرض عہد فاروقی کی ابتدا سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک پاک و ہند اور عرب کے تعلقات کی نوعیت وقتی معرکہ آرائی اور غالب و مغلوب کی رہی' جن میں خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ نے حصہ لیا۔ ظاہر ہے کہ ان مہمات میں بزم نبوت کے حلقہ نشینوں کے مبارک قدم پاک و ہند کی سرزمین میں آئے ہوں گے جن کے انفاس گرم کی تاثیر سے آج تک پاک و ہند میں اسلام اور مسلمان زندہ و تابندہ ہیں' اور انشاء اللہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔

☆☆.........☆☆

بقیہ: مرزائیوں کے نام

ہیں' انشاء اللہ تعالیٰ حوالوں کی عبارتیں مل جائیں گی (اور اب تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شائع ہونے والی حضرات اکابر کی کتب میں قادیانیوں کی کتابوں کے جدید ایڈیشنوں کے حوالے درج کئے گئے ہیں)۔

اور یہ بھی واضح ہے کہ قادیانیوں سے ضرور مناظرہ کریں اور مباہلہ بھی کریں تاکہ یہ لوگ مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ نہ دے سکیں کہ دیکھو تمہارے علماء نے ہمارا چیلنج قبول نہیں کیا' اگرچہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم ہار جائیں گے' لیکن مناظروں کی مجلسوں کو اس لئے غنیمت سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں ہمارا کچھ تو چرچا ہوگا' مشہور تو ہوں گے خواہ کفر ہی کے ساتھ سہی:

"بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا"

جو شیطان کا حال ہے وہی ان لوگوں کا حال ہے' یہ لوگ ہارنے میں بھی اپنا نفع محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان کی شہرت کا فائدہ ان لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے انہیں کھڑا کیا ہے اور جو انہیں ایسے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں' یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنا دین چھوڑ دیں جس میں جہاد ہے اور قادیانیت اختیار کرلیں جو یہود و نصاریٰ کی اٹھائی ہوئی جماعت ہے' وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان بھی قادیانی بن گیا تو وہ اور اس کی آنے والی نسلیں ہمارے قابو میں آ گئیں' ان کو جس طرح چاہیں گے استعمال کریں گے (العیاذ باللہ)۔

یہ مضمون قادیانیوں کی خیرخواہی کے لئے لکھا گیا ہے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

ختم نبوۃ

علم و عرفان کی رونق

مولانا عبدالحلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

۱۰/ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۳۰/مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار صبح پونے آٹھ بجے کے قریب علامۃ العصر، فقیہ دوراں، مصلح ملت، شفیق الامت، میرے محبوب و مشفق استاد محترم حضرت مولانا ڈاکٹر نظام الدین شامزی شیخ الحدیث و رئیس شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی کو گھر کے سامنے دن دہاڑے اندھا دھند فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دل زخم زخم لوگو! کوئی ہے جسے دکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غم جاں کسے سنائیں
یکایک جو چھاگئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں
اٹھا سائبان شفقت، بڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں، کہاں اپنا سر چھپائیں
(نفیس)

بنوری ٹاؤن کے دارالحدیث میں موجود گلشن بنوری کے زمزمے اور بلبلیں حضرت مفتی صاحب کے انتظار میں تھے اور حسب معمول ان کی زبان مبارک سے قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پُر حکمت اور پُر انوار ترانے اور نغمے (احادیث مبارکہ) سننے کے لئے بے تاب تھے، لیکن ان کو کیا معلوم تھا کہ اب قیامت تک اس رس بھری آواز سے قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ ارشادات سننے سے محروم ہوگئے۔

قدرت آپ کو شہادت کے مقام پر فائز کرنے کا فیصلہ کرچکی تھی اور یہی تو وہ مقام و مرتبہ ہے جس کا حصول آپ کی دیرینہ خواہش اور آرزو تھی اور جس کے لئے آپ دعائیں کرتے رہے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ جب افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کے سقوط پر مجاہدین نے شاہراہ ریشم بند کردی تو حکومت نے اس ناکہ بندی کو کھلوانے کے لئے حضرت مفتی صاحب کی مدد طلب کی تو آپ بنفس نفیس پہاڑوں پر تشریف لے گئے اور آپ نے مجاہدین سے اپیل کی تو مجاہدین نے آپ کے اشارے پر وہ کام کردیا جو کہ حکومت بندوقوں اور سنگینوں کے ذریعے کروانے سے قاصر تھی، لیکن یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ اس وقت چونکہ بعض مجاہدین کے دل میں یہ خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ شاید حضرت مفتی صاحب ہمیں موت سے ڈرانے اور بزدلی کی تعلیم دینے کے لئے آئے ہیں، لہٰذا اس شبہ کے ازالے کے لئے حضرت مفتی صاحب نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان راز سربستہ بھی کھول دیا اور مجاہدین کو بتایا کہ ”میں روزانہ صبح کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا کرتا ہوں“۔ بہرکیف یہ تو ایک کامل مسلمان کی طرح آپ کے دل کی تمنا تھی: ”شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن“

بنا کردند خوش رسمے، بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

دنیا کی اکثر عظیم شخصیات کی طرح آپ کی عمر مبارک کے ابتدائی دن بھی انتہائی ناسازگار اور تنگی کے دن تھے، آپ ابھی تیسرے درجے میں تھے کہ آپ کے سر سے والد کا سایہ اٹھ گیا، اور یوں آپ کی پرورش اور تعلیم و تعلم کا ذمہ آپ کے بڑے بھائی ڈاکٹر عزیز الدین شامزی نے اٹھایا۔

جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی نظر جوہر شناس نے اسی وقت اندازہ لگالیا کہ یہ لعل بہت قیمتی ہے، ان کی نظر انتخاب نے آپ کو اپنے مدرسہ میں تدریس کے لئے منتخب فرمالیا، اس بارے میں حضرت مفتی صاحب خود رقم طراز ہیں:

> ”بندہ درس نظامی کی تکمیل کے بعد استاد محترم مولانا سلیم اللہ دامت برکاتہم بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ و صدر وفاق المدارس کے حکم پر جامعہ فاروقیہ کراچی میں تدریس پر مامور رہا اور عرصہ بیس سال کے قریب وہاں تدریسی خدمات سرانجام دیتا رہا۔“
> (میرا مسلک و مشرب ص:۱۴۰)

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن رحمہ اللہ سابق مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی و

ختم نبوۃ

جانشین حضرت بنوری رحمہ اللہ اہل علم کے بہت قدرداں تھے' جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت مفتی صاحب جامعہ فاروقیہ چھوڑ چکے ہیں تو انہوں نے فوری طور پر حضرت مفتی صاحب کو اپنے مدرسہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تدریس کی دعوت دے دی' جسے حضرت مفتی صاحب نے قبول فرمالیا۔

حضرت مفتی صاحب کا بیان ہے:

"۱۹۸۸ء سے حضرت مفتی احمد الرحمن کی دعوت اور حکم پر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں استاذ حدیث کی حیثیت سے کام شروع کیا' اور تاحال شیخ الحدیث اور نگراں تخصص فی الفقہ کی حیثیت سے مصروف خدمت ہوں۔"

(میرا مسلک و مشرب ص:۱۴)

آپ نے جب تدریس شروع کی تو سبق کی تیاری انتہائی محنت اور مطالعہ سے کرتے' آپ کے ایک قریبی دوست اور جامعہ فاروقیہ میں آپ کے رفیق مولانا محمد یوسف کشمیری کے بقول حضرت مفتی صاحب رات گئے تک مطالعہ کرتے تھے' وہ کہتے ہیں کہ: "میں دن بھر کا تھکا ماندہ رات کو جلد سو جاتا تھا اور جب کبھی رات کے پچھلے پہر آنکھ کھلتی تو میں دیکھتا کہ مفتی نظام الدین شامزی کوئی نہ کوئی کتاب اٹھائے کمرے میں چہل قدمی کرتے ہوئے (تاکہ نیند نہ آجائے) بچوں کی طرح سبق یاد کررہے ہوتے تھے۔"

اپنے مطالعہ کے ذوق وشوق کے متعلق حضرت مفتی صاحب خود بتاتے ہیں:

"وہ میری تدریس کا ابتدائی زمانہ تھا' محنت و مطالعہ کا حد سے زیادہ بلکہ جنون کی حد تک شوق تھا اور تدریس کے لئے اس کی ضرورت بھی تھی' اس لئے اس زمانہ میں الحمدللہ! بندہ پندرہ سولہ گھنٹے سے زیادہ روزانہ کام کرتا تھا۔"

(میرا مسلک و مشرب ص:۶)

مندرجہ ذیل شعر آپ کے حالات کی ترجمانی کرتا ہے:

سخت حالات میں جو پل کے جواں ہوتا ہے
اس کے سینے میں ارادوں کا جہاں ہوتا ہے

اسی شب و روز محنت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسا نکھار پیدا کردیا تھا کہ آپ آسمان علم و فضل پر نصف النہار کے شمس کی طرح چمکے اور پورے عالم نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کے علم و فضل کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے زمانے کے اکابر بھی آپ کی علمی جلالت شان کے قائل تھے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث اور تخصص فی الفقہ اور دارالافتاء کے رئیس مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی نوراللہ مرقدہ بیمار پڑ گئے تو اس وقت فکر لاحق ہوئی کہ ان کی ذمہ داریوں کا بوجھ کون اٹھا سکے گا؟ اس موقع پر فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید قدس سرہٗ سے کسی نے یہی سوال کیا تو ان کا جواب تھا: "مفتی شامزی جیسا بڑا عالم آگیا ہے۔" حضرت مفتی نظام الدین شامزیؒ ابھی دنوں نئے نئے تشریف لائے تھے' اس لئے حضرت لدھیانویؒ نے فرمایا کہ وہ آگئے ہیں' اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' وہ یہ سب ذمہ داریاں اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پارس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جس دھات سے چھو جائے اس کو سونا بنادیتا ہے' یہ تو ایک افسانہ ہے' مگر حضرت مفتی صاحب کو واقعتاً اللہ تعالیٰ نے ایسی خوبی عطا کی تھی کہ آپ کے پاس سے تربیت پاکر کم استعداد والے طلباء بھی گوہر یکتا بن کر نکلتے اور مس خام آپ کی تربیت کی بھٹی میں پک کر کندن بن کر نکلتے:

اکسیر شد از قرب گہر گرد قیمتی
از دست مدہ دامن روشن گہراں را

آفتاب پھولوں پر روشنی ڈال دیتا ہے تو وہ پک کر رسیلے بن جاتے ہیں اور کمال کو پہنچ جاتے ہیں' ماہتاب کا پھولوں کو دیدار کروادینا ان میں گوناگوں رنگ پیدا کردیتا ہے اور پھول خوشبودار بن جاتے ہیں' آسمان علم و حکمت کے اس آفتاب و ماہتاب (حضرت شامزی صاحب) کی مثال ایسی ہی تھی کہ آپ کے فیضان نظر سے گلشن علوم نبوت کے پھل اور پھول (علماء وطلباء) میں علوم قرآن و حدیث کی شیرینی اور فقہ و تصوف کی خوشبو پیدا ہوجاتی جس کو لے کر وہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچے اور وہاں بسنے والے لوگوں کو اس شیرینی کی لذت اور خوشبو کی لطافت سے فیض یاب کیا:

در صحبت ما قطرہ شود گوہر شہوار
از دل صدف پاک دہانیم جہاں را

یوں تو ہر کسی کے ساتھ آپ کا معاملہ مشفقانہ تھا لیکن طلباء کے معاملہ میں آپ کچھ زیادہ ہی مہربان تھے' جو بھی طالب علم اپنا کوئی مسئلہ لے کر مفتی صاحب کے پاس چلا جاتا' مفتی صاحب انکار نہیں فرماتے تھے بلکہ اگر جو خود حل کرسکتے تو اس کو خود حل فرمادیتے ورنہ درخواست پر لکھ دیتے: "بندہ سفارش کرتا ہے۔" یہ ایک ایسی سفارش ہوتی تھی جس کو میں نے کبھی رد ہوتے نہیں دیکھا' اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ہمیں حضرت مفتی صاحب کی ایسی ہی سفارش نصیب فرمائے۔ آمین۔ لاکھوں روپے مالیت کی کتب خرید کر طلباء میں مفت تقسیم کرادیتے' اگر کوئی ضرورت مند آجاتا تو اس کی حتی المقدور مالی معاونت فرماتے۔

حضرت مفتی صاحب کی موجودگی میں ہم طلباء کے مسائل یوں حل ہوتے تھے گویا کہ کوئی مسئلہ سرے سے تھا ہی نہیں‘ طلباء پر ایسی محنت کرتے کہ یہی طلباء میدان درس و تدریس اور تحقیق و تدقیق کے شہسوار بن کر نکلتے اور پوری دنیا میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک ہوتے۔

آپ علم‘ اہل علم‘ آلات علم اور حاملین علم کے بڑے قدردان تھے‘ آپ کو کتابوں سے جنون کی حد تک عشق تھا‘ آپ نے بہت سی نادر و نایاب کتب جمع کر رکھی تھیں‘ اس کے علاوہ کئی قدیم قیمتی مخطوطے بھی آپ نے حاصل کر رکھے تھے‘ آپ کا ذاتی دارالمطالعہ ایک بڑی لائبریری کا منظر پیش کرتا تھا‘ آپ نے جہاں بھی کوئی اچھی کتاب دیکھی اس کو خرید کر اپنی لائبریری کی زینت بنایا‘ گویا کہ آپ کا طرز عمل اقبال کے اس شعر کے عین مطابق تھا:

علم کو اک گمشدہ لعل سمجھو
جہاں پاؤ اسے اپنا مال سمجھو

اگرچہ حضرت مفتی صاحب کی تصنیفات کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے‘ لیکن جو کتاب بھی آپ نے تصنیف کی وہ خالص محققانہ انداز میں لکھی‘ آپ کی تصنیفات کو دیکھ کر آپ کے علمی پایہ کا اندازہ کرنا کسی بھی صاحب علم کے لئے مشکل نہیں ہے‘ آپ ایسی ایسی کتابوں کے حوالے ذکر کرتے ہیں‘ جن کی ہم جیسے عامیوں کو کبھی ہوا بھی نہیں لگی۔

یوں تو آپ کی ہر کتاب اپنی جگہ گنجینۂ علم و حکمت اور لطائف و دقائق کا خزینہ ہے مگر آپ کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ”شیوخ بخاری“ خاص اہمیت کا حامل ہے‘ اردو میں فن اسماء الرجال پر یہ ایک بے نظیر تصنیف ہے‘ جس کو حضرت لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہٗ نے وقیع علمی پیشکش قرار دیا ہے‘ آپ کے مقالہ کے نگران ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین (چیئرمین شعبہ اسلامک کلچر‘ سندھ یونیورسٹی جامشورو) نے اس مقالہ کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھا‘ جبکہ مولانا ڈاکٹر کلیم اللہ ساریو (استاذ شعبہ اسلامک کلچر‘ سندھ یونیورسٹی جامشورو‘ حیدر آباد) اس مقالے پر اپنی تقریظ میں رقم طراز ہیں:

”حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب کی علمی و تحقیقی خدمت پر سندھ یونیورسٹی کو بڑا فخر ہے۔“

(مقالہ شیوخ بخاری:۴)

اس کے علاوہ شرح مقدمہ مسلم‘ عقیدہ ظہور مہدیؒ احادیث کی روشنی میں‘ والدین کے حقوق‘ پڑوسیوں کے حقوق‘ آپ کی چند اہم تصانیف ہیں۔ جبکہ ارشاد الشامزی‘ مجمع البحرین اور خطبات شامزی (دو جلدیں) آپ کے افادات کے مجموعے ہیں۔

آپ کے علمی رسوخ کی وجہ سے ہی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کی شہادت کی وجہ سے علامہ فضل اللہ تورپشتی قدس سرہ کی کتاب ”المعتمد فی المعتقد“ کے نامکمل رہ جانے والے ترجمہ کی تکمیل کی ذمہ داری علماء نے حضرت مفتی صاحبؒ پر ڈالی تھی۔

حضرت مفتی صاحب کا انداز تدریس بھی اپنی مثال آپ تھا‘ آپ کا درس مربوط‘ مسلسل اور پُر مغز ہوتا تھا‘ گویا موتیوں کی ایک لڑی اور مالا ہے۔ حضرت کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ عربی متن اور احادیث بھی خود ہی تلاوت فرماتے تھے اور ان کی شرح بھی خود ہی بیان فرماتے تھے‘ آپ کا درس مختصر اور عام فہم ہوتا تھا‘ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افہام و تفہیم کا عجیب ملکہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت مفتی صاحب نے جب ہم کو اصول افتاء پڑھائے تو اس وقت بعض اصولوں پر آپ نے بطور خاص زور دیا‘ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جس بات کا آدمی کو علم نہ ہو‘ اس کے بارے میں کہہ دے ”لا ادری“ (بھائی مجھے معلوم نہیں) اور فرماتے کہ یہ کہتے ہوئے آدمی کو شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے بلکہ جس چیز کا علم نہ ہو‘ اس کے بارے میں ”لا ادری“ کہنا مناسب ہے کیونکہ ہم سے بہت بڑے لوگوں (بشمول انبیاء و صحابہ اور ملائکہ وغیرہ) نے یہ کہا اور شرم محسوس نہیں کی۔ آپ کا اپنا عمل بھی اس کے عین مطابق تھا‘ ایک مرتبہ میں ”شمائل ترمذی“ کی ایک حدیث مبارکہ کے متعلق ایک اشکال پوچھنے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے صاف فرمادیا کہ ”اس وقت تو جواب میرے ذہن میں نہیں ہے البتہ دیکھ کر بتا سکتا ہوں“۔ اسی طرح اس اصول پر بھی خوب زور دیتے کہ اگر کوئی مسئلہ آدمی سے غلط بیان ہوجائے تو اس سے رجوع کرنے میں شرم محسوس نہ کرے‘ آپ کا اپنا طرز عمل بھی یہی تھا کہ اگر اپنے بیان کردہ کسی مسئلے میں خطا معلوم ہوجاتی تو فوراً اس سے رجوع فرما لیتے۔ بہرحال ”لا ادری“ کہنا اور اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کرنا یہ دونوں باتیں مفتی صاحب کے بڑے ہونے کی دلیل ہیں اور اس بات کا ثبوت ہیں کہ مفتی صاحب ذاتی پسند و ناپسند کو اپنے فتویٰ پر اثر انداز نہیں ہونے دیتے تھے کیونکہ اتنے بڑے علامہ کا یہ کہہ دینا کہ ”مجھے علم نہیں ہے“ یا کسی مسئلہ سے رجوع کرلینا اس کے نفس اور انا پر بہت بھاری اور شاق ہوتا ہے‘ لیکن مفتی صاحب کا تو معاملہ ہی فنائیت والا تھا‘ انہوں نے تو اپنے آپ کو مٹایا ہوا تھا‘ آپ کے اس مقام اور طرز عمل کی شاہد کئی مثالیں اور واقعات ہیں‘ جن کو بیان کرنے کے لئے علیحدہ سے مجلس کی ضرورت ہے۔

حضرت مفتی صاحب کے محاسن و کمالات‘ اخلاق و عبادات‘ معاملات و مجاہدات‘ اصلاحی و سیاسی خدمات اور مجاہدانہ کارنامے وغیرہ تو ہمہ جہت ہیں جن

کا شمار ممکن نہیں' میں ان کی حیات مبارکہ کے صرف تعلیم و تعلم کے گوشے کی سیر کو نکلا تھا لیکن اسے بھی نامکمل چھوڑنا پڑا اور اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا:

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گل چیں بہار تو زداماں گلہ دارد!!

حضرت مفتی صاحب کے آخری حالات سے یوں اندازہ ہوتا ہے جیسا کہ من جانب اللہ کسی طریقہ سے آپ کو شہادت کے بارے میں مطلع کر دیا گیا تھا' اس کے چند شواہد مندرجہ ذیل ہیں:

۱:...... یوں محسوس ہوتا تھا جیسا کہ آپ جلدی جلدی کام نمٹانے میں لگے ہوئے تھے گویا کہ آپ آخرت کے سفر کی تیاری میں لگے ہوئے تھے' آخری ایام میں آپ تدریس کے علاوہ تربیتی اور اصلاحی پروگراموں میں روزانہ ایک سے زائد بیان فرماتے۔

۲:...... حضرت مدرسہ میں آخری دن (۲۹/مئی بروز ہفتہ کو) جب تخصص کی کلاس میں آئے تو سبق نہیں پڑھایا' اس دن آپ کے چہرے میں عجب سی محبوبیت پیدا ہو گئی تھی' اس لئے میں اس دن کلاس میں ان کی آمد پر دارالافتاء میں جانے کی بجائے خلاف معمول کلاس ہی میں بیٹھا رہا اور اپنا تمام کام وغیرہ چھوڑ کر صرف اور صرف حضرت مفتی صاحب کے چہرہ مبارک کا دیدار کرتا رہا' یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ جسمانی طور پر تو کلاس میں موجود ہیں لیکن روحانی طور پر آپ جنت میں پہنچے ہوئے ہیں اور دیار الٰہی میں محو ہیں۔

۳:...... قدرتی بات ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی یہی کشش چوتھے گھنٹے کے اختتام پر مجھے دارالحدیث النبوی کے ''باب شیوخ'' کی طرف لے گئی' وہاں میں حضرت کے راستہ میں کھڑا ہو گیا' حضرت سبق ختم کرنے کے بعد دارالحدیث کے دروازہ پر جلوہ افروز ہوئے تو وہیں دروازے پر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی (اللہ جانے کسی نے کہا تھا یا خود ہی ایسا کیا) بہر حال میں نے بھی حضرت کی معیت میں ہاتھ اٹھا لئے اور ساتھ کھڑے ساتھیوں کی توجہ بھی مبذول کروائی کہ حضرت مفتی صاحب دعا مانگ رہے ہیں' گویا کہ یہ حضرت مفتی صاحب کی طرف سے اپنے تدریسی سفر کی بالعموم اور بخاری شریف کے سبق کی بالخصوص (کیونکہ آپ بخاری شریف کا سبق پڑھا کر نکل رہے تھے) اختتامی دعا جبکہ دارالحدیث نبویؐ اور طلباء دورۂ حدیث کے لئے الوداعی دعا تھی' جب حضرت ہمارے قریب سے گزرے تو ہم نے حضرت کی خدمت میں سلام عرض کیا جو کہ حضرت کی طرف سے الوداعی سلام ثابت ہوا اور یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

۴:...... جب کوئی طالب علم حضرت مفتی صاحب سے کوئی نصیحت وغیرہ لکھوانے کے لئے حاضر خدمت ہوتا تو مفتی صاحب کی عادت یہ تھی کہ علم سے استفادہ اور افادہ کے بارے میں چند نصیحتی اور دعائیہ جملے اردو میں تحریر فرما دیتے' لیکن آخری ایام میں ایک طالب علم نے نصیحت لکھوائی تو آپ نے وہبی طور پر یہ آیت لکھ دی:

''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔'' (سورۂ حجر:۹۹)

ترجمہ: ''اور تو اپنے رب کی عبادت کر حتی کہ تجھے یقین (موت) آجائے۔''

حضرت مفتی صاحب کے جانے سے گلشن بنوری اجڑ گیا اور بزم علم و عرفان کی رونق ختم ہو گئی۔

بقول شاعر:

کہنے کو گل ہوا ہے فقط ایک ہی چراغ
شیخ پوچھئے تو بزم کی رونق چلی گئی

سنا ہے کہ حضرت مفتی صاحب اپنی حیات مبارکہ میں جگر مراد آبادی کا ایک شعر بکثرت پڑھتے تھے' اور یہی شعر شہادت کے وقت زبان حال سے پڑھ گئے:

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

لیکن حضرت مفتی صاحب کی جدائی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم مایوس ہو کر بیٹھ جائیں اور نوحہ کناں ہو جائیں' ہرگز نہیں' کیونکہ یہ اہل حق کا شیوہ نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے حضرت مفتی صاحب کی یہ تعلیم ہے۔ انکا نعرۂ قلندرانہ تو یہ تھا کہ:

''شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن''

اگر چہ حضرت مفتی صاحب کی شہادت ایک بہت بڑا عالمی اور ملی نقصان ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب' خدانخواستہ اسلام مٹ جائے گا یا جہاد ختم ہو جائے گا' کیونکہ ان دونوں چیزوں نے قیامت تک باقی رہنا ہے اور باقی رہیں گے انشاء اللہ' کیونکہ:

''اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد''

نیز اسلام ایک عالمگیر اور ابدی مذہب ہے' اس کی روح حکومتوں یا شخصیتوں میں بند نہیں ہے کہ خدانخواستہ ان کے تبدیل ہو جانے یا ختم ہو جانے سے اسلام بھی ختم ہو جائے۔ لہٰذا ہمیں مایوس ہونے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ محنت اور شوق سے دین کا کام کرنا چاہئے۔

شہادت کی موت تو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی ہے' خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی ہے اور شہادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ حضرت حسینؓ سمیت ہزاروں شہداء صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی سنت کا تسلسل ہے جو کہ شاملی کے میدان اور بالاکوٹ

باقی صفحہ 12 پر

ختم نبوة

آخری قسط

مرزائیوں کے نام

قادیانیوں کا سارا دھندہ جھوٹ اور مکر و فریب تو ہے ہی' سادہ لوح مسلمانوں کو جب یہ اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں تو شروع میں ''جماعت احمدیہ'' کے نام سے اپنا تعارف کراتے ہیں' پھر کچھ اخلاق کی اور خدمت اسلام کی باتیں کرتے ہیں' جب آدمی تھوڑا سا متاثر ہو جاتا ہے تو مزید پر پرزے نکالتے ہیں' مرزا قادیانی کا نام سناتے ہیں' پہلے اسے مہدی یا مجدد بتاتے ہیں' پھر آہستہ آہستہ فریب کے جال میں پھنساتے پھنساتے مرزا کی نبوت کا اقراری بنا لیتے ہیں' جس کسی شخص کو ختم نبوت کا عقیدہ معلوم ہو اور وہ شروع ہی میں یوں کہہ دے کہ تم مسلمان نہیں ہو' تم ختم نبوت کے عقیدہ کے منکر ہو' مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل ہو تو قادیانی برملا کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اسے نبی نہیں مانتے' ہماری طرف یہ بات غلط منسوب کی جاتی ہے' ہم تو مجدد مانتے ہیں' حالانکہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اسے مجدد ماننا بھی کفر ہے' مجدد وہ ہے جو خاتم الانبیاءؐ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرے' یعنی اس کی اتنی خدمت کرے کہ عام طور سے جو شریعت کے احکام چھوڑ دیئے گئے ہوں انہیں زندہ کرے اور امت میں پھیلائے' مرزا قادیانی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کچھ بھی خدمت نہیں کی بلکہ انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے جہاد کی منسوخی کا اعلان کر دیا' خاتم الانبیاءؐ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کئے ہوئے حکم جہاد کو منسوخ قرار دے دیا' بھلا کسی کو اس حکم کے منسوخ کرنے کی کیا مجال ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مشروع فرمایا ہے اور خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہو اور قیامت تک جاری رکھنے کا فیصلہ فرما دیا ہو۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی' یہ لوگ اپنے دشمنوں پر غالب رہیں گے' یہاں تک کہ

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

ان کا آخری گروہ مسیح دجال کو قتل کر دے گا۔'' (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اور جہاد برابر جاری رہے گا' جب سے مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا یہاں تک کہ یہ اس امت کا آخری گروہ دجال سے قتال کرے گا' اور کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل اسے باطل نہیں کرے گا۔''

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸ از ابوداؤد)

خاتم الانبیاءؐ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کہ جہاد ہمیشہ کے لئے جاری ہے جو دجال کے قتل کرنے تک جاری رہے گا لیکن مرزا قادیانی دجال کہتا ہے کہ میں جہاد کو منسوخ کرتا ہوں' یہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید ہے یا تنسیخ؟ پھر عجیب بات یہ ہے کہ مرزا نے اپنے بارے میں یوں بھی کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دوسری صورت میں تشریف لائے ہیں اور یہ پہلی صورت سے زیادہ اکمل ہے اور یوں بھی کہا کہ میں ظلی' بروزی نبی ہوں' دعویٰ یہ ہے کہ میری شکل میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بار دنیا میں تشریف لائے ہیں اور حال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکامات کو منسوخ کیا جا رہا ہے' سچ ہے ملحد کا کوئی دین نہیں ہوتا' اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا ہے کہ میں نے پہلے کیا کہا تھا۔

اب قادیانیوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ ٹیلیفون کی ڈائری اٹھاتے ہیں' اس میں سے ٹیلیفون نمبر لیتے ہیں اور پتہ نوٹ کرتے ہیں' پھر جس کا پتہ اور نمبر نوٹ کیا ہوا سے خط لکھتے ہیں یا اس سے ٹیلیفون پر بات کرتے ہیں اور اسے باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تو مظلوم ہیں' مسلمان ہیں' کلمہ گو ہیں' زبردستی ہم پر کفر لاگو کیا جا رہا ہے۔ جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے تمہیں کافر قرار دے دیا' جس کے سارے ممبران سیاسی پارٹی کے لوگ تھے اور ہر جماعت کے لوگ تھے (علماء تھوڑے ہی سے تھے) تو اب یہ رونا اور گانا کہ ہم مظلوم مسلمان ہیں' بے علم لوگوں کو دھوکہ دینے کے سوا اور کیا ہے؟

قادیانیو! ذرا ہوش کی دوا کرو' یہ دنیا یہیں دھری رہ جائے گی' اپنے بارے میں دوزخ میں جانا کیوں طے کر لیا ہے؟ اور مسلمانوں کے دلوں سے کیوں ایمان کھرچتے ہو؟ اس جان کو دوزخ سے

بچاؤ اور مرزا قادیانی کے خاندان کو مالدار بنانے اور اس کی جماعت کو باقی رکھنے کے لئے اس کی جماعت میں کیوں شریک ہو؟ خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"قیامت کے دن بدترین لوگوں میں وہ شخص بھی ہوگا جو اپنی آخرت کو دوسرے کی دنیا کی وجہ سے برباد کرے۔" (رواہ ابن ماجہ)

قادیانی مبلغین سے واضح طور پر ہمارا کہنا ہے اور بطور خیر خواہی ہے کہ دل کی آنکھیں کھولیں اور اپنی موت کے بعد کی زندگی کی فکر کریں' عذاب الیم اور عتاب شدید سے اپنی جان بچائیں۔ قرآن کریم کی آیت: "فلا تغرنکم الحیٰوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور" بار بار پڑھیں اور اس کا مطلب ذہن میں بٹھائیں۔

ضروری تنبیہ:

قادیانیوں کے مکروفریب میں یہ بات بھی ہے کہ حضرات اکابر علماً نے جو ان کی کتابوں کے حوالے دے کر ان کا کفر اور جھوٹ ثابت کیا ہے' مسلمانوں کی نظروں سے اسے چھپانے کے لئے وہ یوں کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے علماً نے غلط لکھا ہے' حضرات علماً کرام نے ان کے پرانے مطبوعہ رسالوں کے صفحات کے حوالے دیئے تھے' وہ رسالے بار بار چھپ کر صفحات بدل چکے ہیں' سادہ لوح مسلمانوں کو نئے چھپے ہوئے رسالوں کے صفحات دکھا دیتے ہیں کہ دیکھو اس میں یہ مضمون کہاں ہے؟ جس کا تمہارے علماً نے حوالہ دیا ہے' تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ ہمارے اکابر نے قادیانیوں کے جن رسائل کے حوالے دیئے ہیں وہ رسالے ان سے دو چار دن کے لئے مانگ لیں پھر ان حوالوں کو تلاش کریں جو حضرات اکابر نے دیئے

باقی صفحہ 17 پر

گاؤں کے تمام باشندوں نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرلیا

چمپارن' بھارت (نمائندہ خصوصی)

بھارتی صوبے بہار کے ضلع مشرقی چمپارن کے گاؤں تیرہ پور کے تمام باشندوں نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا۔ مقامی عالم دین مولانا محمد نورالامام نے اس واقعہ کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ تیرہ پور نامی گاؤں میں کثیر تعداد میں مسلمان رہتے تھے جو کہ تمام کے تمام کاشتکار تھے۔ اکثر سیلاب آنے کی وجہ سے یہ لوگ افلاس کا شکار رہتے تھے۔ ان کی غربت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی مبلغ یہاں آگئے اور گاؤں میں ایک دو منزلہ عمارت قادیانی سینٹر تعمیر کر کے لوگوں سے کہا کہ یہ مفت دینی تعلیم کا مرکز ہے۔ بھولے بھالے مسلمان قادیانیوں کے دام فریب میں آگئے اور پورے گاؤں کے لوگ قادیانیت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ بعد میں جب قادیانیوں نے اپنا اصل رنگ دکھانا شروع کیا اور اکثر و بیشتر باتوں میں "مسیح موعود" کے نام سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات لوگوں کے سامنے پیش کرنے لگے تو بعض افراد کو شک پڑا۔ انہوں نے قریبی مدرسہ میں رابطہ کیا جہاں مولانا محمد نورالامام سے ان کی بات چیت ہوئی جو قادیانی عقائد و نظریات سے بخوبی واقف تھے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ گاؤں میں قائم عمارت قادیانیوں کی ہے اور وہ قادیانیت پھیلا رہے ہیں تو مقامی علمائے کرام کا ایک نمائندہ اجلاس بلایا گیا۔ اس اجلاس کے انعقاد سے گاؤں کے باشندوں پر قادیانیت کی حقیقت کھل گئی اور ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹ گیا' جس کے بعد گاؤں کے تمام لوگ قادیانیت سے تائب ہو کر دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ گاؤں میں یکا یک آنے والے اسلامی انقلاب کو دیکھ کر قادیانی مبلغ خوفزدہ ہوگئے اور فوراً وہاں سے فرار ہوگئے۔ گاؤں میں قادیانیوں کی تعمیر کردہ عمارت اس وقت ویران پڑی ہے لیکن اس ویران عمارت کو دیکھ کر گاؤں والوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا جذبہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔

ختم نبوت

اخبار عالم پر ایک نظر

ماتلی میں شوگر مل میں ہونے والی قادیانی تبلیغی سرگرمیوں کا سدباب‘ مسلمانوں کی مساعی کی کامیابی

ماتلی (پ ر) انصاری شوگر ملز ماتلی کی فیملی کالونی میں ایک سال سے ایک ورکر طاہر قادیانی کی فیملی رہتی تھی‘ جو وہاں کے مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر آہستہ آہستہ اپنے تعلقات وسیع کر رہی تھی‘ یہاں تک کہ انہوں نے کوارٹر پر ڈش انٹینا لگا کر مسلمان خواتین کو اپنا قادیانی چینل دکھا کر انہیں قادیانی بنانے کی کوششیں بھی شروع کر دی تھیں۔ جب چند مسلم خواتین نے یہ باتیں اپنے گھروں میں آ کر بتائیں تو پوری فیملی کالونی میں تشویش کی لہر دوڑ گئی‘ چند احباب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ماتلی یونٹ کے ناظم مالیات کو جو انصاری شوگر ملز کے ورکر ہیں‘ اپنی تشویش سے آگاہ کیا تو انہوں نے فوراً فرداً فرداً لوگوں سے مل کر انہیں مسئلہ کی نزاکت کا احساس دلایا‘ چار رکنی وفد مل کے ایڈمن منیجر عبدالشکور انصاری سے ملا (جو خود بھی تبلیغی ذہن رکھتے ہیں) اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا‘ وہیں پر یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک اور قادیانی نصراللہ نے بھی فیملی کوارٹر کی درخواست دی ہوئی ہے جو انہوں نے پاس بھی کر دی ہے۔ عبدالشکور انصاری سے درخواست کی گئی کہ نصراللہ کو کوارٹر دیئے جانے کے آرڈر فوراً واپس لے کر اس کالونی کو قادیانی کالونی بننے سے روکا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت درخواست واپس منگوا کر اسے مسترد کر دیا اور طاہر قادیانی کو بلا کر اسے وارننگ دی گئی کہ وہ فوراً اپنے کوارٹر سے ڈش انٹینا ختم کرے اور آئندہ اگر اس کی کفریہ تبلیغی سرگرمیوں کی اطلاع ملی تو اس کی نوکری اور کوارٹر دونوں ختم کر دیئے جائیں گے‘ مسلمان اپنے عقیدہ کے اوپر ذرہ برابر بھی کمپرومائز کرنے کے لئے تیار نہیں۔ الحمدللہ! اس قادیانی نے اپنے کوارٹر سے ڈش انٹینا اتار دیا۔ فیملی کوارٹر میں رہائش پذیر مسلمانوں کو قادیانی عزائم اور ان کی چالاکیوں سے آگاہ کیا گیا اور ان میں ختم نبوت کے اسٹیکرز‘ پمفلٹ اور کتابچے تقسیم کئے گئے اور ان سب سے گزارش کی گئی کہ وہ اپنی خواتین اور بچوں کو قادیانیوں کے کوارٹر میں جانے سے روکیں اور قادیانیوں کو اپنے گھروں میں قطعاً نہ آنے دیں اور ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ ایڈمن منیجر عبدالشکور انصاری سے درخواست کی گئی کہ مل کے تمام ورکرز سے ایک حلف نامہ پر دستخط لئے جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے کوئی قادیانی تو نہیں ہے؟ انہوں نے حاجی سعید احمد کو نامزد کیا ہے کہ آپ فی الحال جن لوگوں پر شک ہے ان کے نام پیش کریں‘ انشاء اللہ ان سے حلف ناموں پر دستخط لے کر ان کے مسلمان یا قادیانی ہونے کی تصدیق کر لی جائے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ماتلی یونٹ نے اس تمام کارروائی میں تعاون کرنے پر ایڈمن منیجر انصاری شوگر ملز ماتلی عبدالشکور انصاری‘ حاجی سعید احمد‘ ریاض احمد‘ حافظ محمد حسن اور ریاض شاہ کا شکریہ ادا کیا۔

اندرون و بیرون ملک بے شمار قادیانی‘ اسلام قبول کر رہے ہیں: مولانا بشیر احمد کا اندرون سندھ کے دورے کے دوران مختلف اجتماعات سے خطاب

میرپور خاص (رپورٹ: طارق محمود صدیقی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد نے گزشتہ دنوں میرپور خاص کا دورہ کیا۔ مولانا بشیر احمد سکھر‘ نواب شاہ‘ ٹنڈو آدم‘ حیدرآباد کا دورہ کر کے جب میرپور خاص پہنچے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے میرپور خاص میں تعینات مبلغ مولانا محمد علی صدیقی‘ میرپور خاص جماعت کے ناظم اعلیٰ مولانا حفیظ الرحمن فیض مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم مدینہ مسجد شاہی بازار نے ان کا استقبال کیا۔ مولانا محمد علی صدیقی نے مولانا کے پروگرام حسب ذیل ترتیب دیئے ہوئے تھے جن سے مولانا نے خطاب فرمایا: ۲۷/ جون کو مسجد اقصیٰ بلوچ محلہ میرپور خاص‘ ۲۸/ جون مسجد کوثر اسلام صغیر کالونی جھڈو‘ ۲۹/ جون کو بخاری مسجد کنری۔ ۲۷/ جون کو مولانا بشیر احمد نے مدرسہ مدینۃ العلوم شاہی بازار کے اساتذہ سے ملاقات کی جن میں مولانا حفیظ الرحمن فیض‘ مولانا

ختم نبوة

عبدالقادر شاہ' مولانا عبیداللہ انور' قاری محمد زکریا' قاری محمد اشفاق' قاری حمیدالرحمٰن فیض' قاری نجیب الرحمٰن فیض شامل ہیں۔ اسی روز ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ تجوید القرآن رحیمیہ سیٹلائٹ ٹاؤن کا دورہ کیا جہاں قاری بشیر احمد' قاری سلمان بن محمد سے ملاقات کی۔ عصر کی نماز نمرہ مسجد میں ادا کی' عصر کی نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے سرگرم کارکن ڈاکٹر محمد رفیق سے ان کے صاحبزادے کے انتقال پر تعزیت کی۔ بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ بلوچ محلہ میں ایک جلسہ سے خطاب کیا' اس جلسہ سے مولانا محمد علی صدیقی' مولانا حفیظ الرحمٰن فیض' مولانا حافظ حبیب اسلام نے بھی خطاب کیا۔ ۲۸/ جون کو دن بارہ بجے مولانا بشیر احمد مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ جھڈو پہنچے جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حافظ محمد شریف' حافظ عبدالعزیز' محمد عمران راجپوت' حافظ محمد نسیم' حافظ محمد عمر نے ان کا استقبال کیا۔ بعد نماز عشاء آپ نے مسجد نور اسلام صغیر کالونی میں ایک جلسہ سے خطاب کیا' اس جلسہ سے مولانا بشیر احمد کے علاوہ مولانا محمد علی صدیقی' حافظ محمد شریف' حافظ عبدالعزیز نے بھی خطاب کیا۔ ۲۹/ جون کی صبح مولانا بشیر احمد کنری کے لئے عازم سفر ہوئے۔ کنری دفتر ختم نبوت کے احباب مولانا امان اللہ تونسوی' مولانا محمد منشا اور میاں عبدالواحد کی قیادت میں جماعتی احباب نے کنری آمد پر مولانا بشیر احمد کا خیر مقدم کیا۔ بعد نماز ظہر آپ نے جماعتی رفقاء سے ملاقات کی۔ بعد نماز عشاء آپ نے بخاری مسجد میں ایک جلسہ سے خطاب کیا۔

مولانا بشیر احمد نے ان تمام اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ ان کی سزا اسلامی قانون کے مطابق صرف اور صرف موت ہے جو حکومت پاکستان کو فوری طور پر نافذ کرنی چاہئے۔ مولانا نے مزید کہا کہ قادیانی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو چھوڑ کر مرتد ہوئے اور اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کہنے کی بنا پر زندیق بھی ہوئے۔ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مولانا نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر خصوصی نظر رکھے' اس لئے کہ قادیانی ایک بار پھر اندرون سندھ میں شرارت کر رہے ہیں۔ اس کی واضح مثال جھڈو اور میرپور خاص میں قادیانی عبادت گاہ کی مسجد کی شکل میں تعمیر کی کوشش ہے جسے مقامی مسلمانوں نے ناکام بنادیا ہے۔ مولانا نے مزید کہا کہ مسجد مسلمانوں کا شعار ہے اور قادیانی اپنی عبادت گاہیں مسجد کی طرز پر نہیں بنا سکتے۔ مولانا نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد اکابرین نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے رکھی اور یہ جماعت الحمدللہ! اپنے اکابر کے نقش قدم پر کام کر رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ قادیانیوں کے خلاف کام کرنا جرم سمجھا جاتا تھا لیکن ہمارے اکابرین کی جدوجہد کی برکت سے قادیانی غیر مسلم قرار پائے اور آئین کے تحت ان کی تمام سرگرمیوں پر پابندی عائد ہوئیں۔ اب حکومت کا کام قادیانیوں کو آئین کا پابند بنانا ہے اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر حکومت اس مسئلہ پر سنجیدگی سے توجہ نہیں دے گی تو قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے جو احتجاج ہوگا اس کو حکومت کنٹرول نہیں کر سکے گی۔ مولانا نے مزید کہا کہ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے اور تمام مسلمانوں کو لے کر قادیانیت کے خلاف مصروف عمل ہے اور اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ اسی لئے اندرون ملک اور بیرون ملک بے شمار قادیانی' اسلام قبول کر رہے ہیں۔ مولانا نے مزید کہا کہ اکثر قادیانی اب قادیانیت سے بیزار ہو چکے ہیں اور وہ اس سوچ میں ہیں کہ کیا کریں۔ مولانا نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہاری کامیابی صرف اسی میں ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو ہمیں امن دے گا۔ مولانا بشیر احمد تین روزہ دورہ مکمل کر کے بلوچستان کے دس روزہ دورے پر تشریف لے گئے۔

جھڈو کے مسلمانوں کی کوششیں' انتظامیہ نے قادیانی عبادتگاہ کی تعمیر رکوادی

جھڈو (رپورٹ: محمد عمران راجپوت) جھڈو شہر کی اصغر کالونی میں قادیانیوں نے اپنے ایک پلاٹ پر جو ایک قادیانی مظفر احمد کے نام پر خریدا گیا تھا اور تقریباً پندرہ سال سے زائد عرصہ سے پینڈنگ میں پڑا ہوا تھا' اچانک اس پلاٹ پر تعمیرات شروع کر دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے مصدقہ ذرائع سے معلوم ہوا کہ قادیانی اس پر اپنی عبادت گاہ بنا رہے ہیں اور یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم اپنی اوطاق بنا رہے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی علم میں آیا کہ چار لاکھ روپے قادیانی جماعت کی طرف سے اس کی تعمیر کے لئے فنڈ آیا ہے۔ جب یہ کالونی قائم ہوئی تھی تو قادیانیوں نے یہاں پلاٹ خریدے تھے اور مذکورہ پلاٹ اپنی عبادت گاہ بنانے کے لئے خریدا تھا لیکن قادیانی جماعت کی ہدایت پر اس کو رجسٹری کراتے وقت عبادت گاہ نہیں لکھا بلکہ مظفر احمد کے نام سے اس کی رجسٹری کرائی گئی۔ جب قادیانیوں نے اس پلاٹ پر اپنی عبادت گاہ کی تعمیر شروع کی تو مقامی احباب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ مولانا نے فوراً موقع پر پہنچ کر حالات کا جائزہ لیا' احباب سے مشورہ کیا' اس موقع پر حافظ محمد شریف' حافظ عبدالعزیز قائم خانی اور دیگر احباب نے

ختم نبوۃ

مشورہ دیا کہ قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر فوراً بند ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد علی صدیقی فوراً تھانہ جھنڈو گئے اور ایس ایچ او تھانہ جھنڈو غلام نبی شر سے ملاقات کی' اس ملاقات میں محمد عمران راجپوت' محمد اشفاق راجپوت' شاہد مجید اور جھنڈو کے بعض صحافی حضرات بھی موجود تھے۔ مولانا نے اپنی طرف سے اور مقامی احباب علی اصغر' محمد عمران راجپوت کی طرف سے قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر رکوانے کے لئے ایک درخواست پیش کی۔ درخواست پر ایکشن لیتے ہوئے ایس ایچ او فوری کارروائی کرتے ہوئے موقع پر گئے اور قادیانیوں کو بلاکر ان سے پوچھا کہ وہ کیا بنا رہے ہیں؟ قادیانیوں نے اس موقع پر ایس ایچ او سے بدتمیزی کی' جس کی وجہ سے صورتحال کشیدہ ہوگئی' ایس ایچ او جھنڈو نے اس جگہ کی تعمیر فوراً رکوا دی اور قادیانیوں سے کہا کہ تم اپنی عبادت گاہ کو ایسے نہیں بنا سکتے اور اگر کوئی اور عمارت تعمیر کر رہے ہو تو اس سلسلہ میں جھنڈو تھانہ میں اس کی اطلاع کرنی ہوگی اور اس کے ساتھ مقامی علمائے کرام خصوصاً حافظ محمد شریف کو اعتماد میں لینا ہوگا۔ یوں جھنڈو میں قادیانیوں کی عبادت گاہ کی تعمیر رک گئی اور ان کا فتنہ ایک مرتبہ پھر دب گیا' قادیانی رسوا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عزت دی۔

ناموس رسالت کا تحفظ امت مسلمہ کا اولین فرض ہے: ختم نبوت تربیتی کورس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد طیب فاروقی کا خطاب

منڈی بہاؤالدین (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر دو روزہ دروس ختم نبوت اور تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا۔ پندرہ جون بروز منگل بعد نماز ظہر تا نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت کوٹ نوابشاہ میں ختم نبوت تربیتی کورس منعقد ہوا' کورس کی پہلی نشست بعد نماز ظہر تلاوت کلام پاک سے شروع کی گئی جبکہ نعت رسول مقبول' محمد عدنان خان نے پیش کی' بعد ازاں خطیب جامع مسجد ہذا مولانا اکرام اللہ خان نے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے گفتگو کی' بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ابو معاویہ مولانا محمد طیب فاروقی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور کذب مرزا غلام احمد قادیانی خود مرزا قادیانی کی کتب سے باحوالہ مدلل اور واضح طور پر ثابت کیا۔ مولانا فاروقی نے کہا کہ مرزا قادیانی بدفطرت' بددیانت' اور کذاب تھا اور یہ سب کچھ خود اس کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر قادیانی جماعت قادیانی نوجوانوں کو مرزا قادیانی کا لٹریچر پڑھائے تو یہ نوجوان فوراً قادیانیت سے تائب ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں گے' کیونکہ مرزا قادیانی کا لٹریچر پڑھنے والا ہر ذی شعور اور سلیم الفطرت انسان یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ مرزا قادیانی بددیانت' بدفطرت' بدکردار اور جھوٹا آدمی تھا۔ بعد ازاں وکیل ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عقیدۂ ظہور مہدیؒ خروج دجال اور حیات عیسیٰؑ پر مختصر اور مدلل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانیت کے عقائد و نظریات مداری کی پٹاری ہے' نیز انہوں نے فرمایا کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے عقیدۂ حیات عیسیٰؑ' رفع عیسیٰؑ الی السماء' خروج دجال' ظہور مہدیؒ اور نزول عیسیٰؑ واضح دلائل سے ثابت ہے۔ دوسری نشست بعد نماز مغرب شروع ہوئی جس میں مولانا محمد طیب فاروقی نے قادیانیوں کے شبہات کے تسلی بخش جوابات دیئے جبکہ وکیل ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے امت مسلمہ کی ذمہ داری کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ انہوں نے قادیانیوں/مرزائیوں کو قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ یہ تربیتی کورس مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ ۱۵/ جون کو بعد نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے درس قرآن دیا' نیز ۱۶/ جون کو صبح آٹھ بجے جامع نور الہدیٰ میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کی شہادت کے حوالے سے ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور توہین رسالت کے قانون کے حوالے سے مفصل گفتگو کی۔ نیز بعد نماز ظہر مدرسہ قاسم العلوم واپڈا کالونی' بعد نماز مغرب مسجد ولی محمد نبی آبادی اسکول جبکہ بعد نماز عشاء جامع مسجد ربانیہ میں عقیدۂ ختم نبوت اور توہین رسالت کے متعلق حکومتی پالیسی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی حکمت عملی اور امت مسلمہ کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت کا تحفظ کرنا امت مسلمہ کا اولین فرض ہے۔ حکومت اپنی سوچ کو بدلے ورنہ نوشتہ دیوار پڑھ لے' اگر اس قانون میں کسی قسم کی ترمیم کی گئی تو پوری امت مسلمہ خصوصاً پاکستانی عوام ایسی تحریک چلائیں گے' جس میں حکومت خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔ ہم ناموس رسالت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی نے مختلف اجلاسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت امت مسلمہ کی واحد بین الاقوامی نمائندہ جماعت ہے جس کا مقصد عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ کرنا اور منکرین ختم نبوت' غداران ملک وملت قادیانیوں اور قادیانی نواز ناعاقبت اندیش حکومت کا تعاقب کرنا اور تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے۔ یہ جماعت سیاسی' علاقائی اور مسلکی رنجشوں سے بالاتر ہوکر اپنے قیام کے روز اوّل سے اپنے مقصد کے حصول کی طرف شب و روز رواں دواں ہے۔ الحمدللہ! ہر دور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے اکابر کا اعتماد اور سرپرستی حاصل رہی ہے۔

سانحہ ارتحال

گولارچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے معاون چوہدری محمد رئیس آرائیں کے پوتے گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مولانا محمد علی صدیقی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جماعت کی طرف سے لواحقین سے تعزیت کی۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے مجاہد کارکن ڈاکٹر محمد رفیق کو بھی اس وقت صدمہ سے دوچار ہونا پڑا جب ان کا ایک ماہ کا بیٹا انتقال کر گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے ناظم اعلیٰ مولانا حفیظ الرحمٰن فیض نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا محمد علی صدیقی بھی ان کے ہمراہ تھے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد طیب فاروقی کا دورۂ گجرات

گجرات (پ ر) ۱۷/جون بعد نماز عشاء جامع مسجد چک سجاول میں عظیم الشان سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک قاری فیاض احمد نے کی جبکہ نعت رسول مقبول محترم قمر شہزاد فاروقی نے پیش کی۔ عمر عثمانی نے علمائے دیوبند اور تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر خطاب کیا۔ مولانا محمد طیب فاروقی نے قانون تحفظ ناموس رسالت' اس حوالے سے حکومت کے مختلف بیانات اور ہماری ذمہ داری کے حوالے سے مدلل اور مفصل خطاب کیا۔ مولانا قاری احسان الحق نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا تقاضا یہ ہے کہ ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا جائے اور گستاخان رسالت کا تعاقب کیا جائے۔ یہ ہر امتی پر اوّلین فرض ہے جس کے لئے ہم کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی وکیل ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پورے عالم کفر کی اسلام کے خلاف سازشوں کا مرکز اور محور مرزائیت و قادیانیت ہے جس کو جب بھی یہود و نصاریٰ اور انگریز نے جس مقصد کے لئے چاہا استعمال کیا۔ قادیانیوں کو بطور آلہ کار اسلامی ممالک میں انارکی پھیلانے اور دہشت گردی وفرقہ واریت کو ہوا دینے' قومی علاقائی اور لسانی تعصبات پیدا کرنے کے لئے اہم ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ ۱۸/جون کو جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد چھوکر خورد میں ارشاد فرمایا۔ مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوشش اور اکابروں کی دعاؤں کی برکت سے جماعت نے پوری دنیا میں امت مسلمہ کا نمائندہ بن کر عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور رد قادیانیت پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں جس کی بدولت پوری دنیا میں قادیانیت کو ریورس گیئر لگ چکا ہے اور قادیانی دھڑا دھڑ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی نے گجرات اور بھمبر کے تبلیغی دورے کے دوران جامع مسجد چک سجاول' جامع مسجد فاروقیہ ڈوگہ تہال' مرکزی جامع مسجد چھوکر خورد' جامع مسجد اسامہ بن زید' جامع مسجد احمد گجرات' جامع مسجد حنفیہ قاسم آباد' جامع مسجد مدنی گنجاہ' جامع مسجد مکی تبلیغی مرکز پھالیہ' مرکزی جامع مسجد عثمانیہ بھمبر آزاد کشمیر' جامع مسجد مدنی پھالیہ کے علاوہ دیگر مساجد میں دروس ختم نبوت کے علاوہ مختلف اجلاسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پوری دنیا میں تخریب کاری' دہشت گردی' امت مسلمہ پر ظلم و جبر' شعائر اسلام کی بے حرمتی اور فرقہ واریت جیسے اہم مسائل میں بحث وتمحیص اور نقد ونظر روزمرہ کا معمول بن چکی ہے۔ خصوصاً قانون تحفظ ناموس رسالت اور حدود آرڈیننس کو ظلم اور جبر سے تعبیر کرنا یہود وہنود کی کارستانیاں ہیں' جس کے لئے قادیانی جماعت کو عالم کفر بطور آلہ اور ذریعہ کے استعمال کر رہا ہے۔ قادیانی جماعت ملک وملت کی غدار' باغی اور دہشت گرد تنظیم ہے۔ اگر اسی تناظر سے قادیانیت کو بنظر غائر دیکھا جائے تو تمام تر فتنہ و فساد اور انارکی پھیلانے میں مرزائی جماعت کا کلیدی کردار نظر آتا ہے۔ قادیانیت اپنے تمام تر حربوں اور وسائل کے باوجود اپنے منطقی انجام کو پہنچ رہی ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ تمام تر فروعی اختلافات سے بالاتر ہوکر قادیانیوں کی نئی نسل پر متحدہ اور متفق ہوکر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور کذب مرزا جیسے اہم موضوعات پر مدلل تبلیغ اور محنت کرے تو یقیناً قادیانیت ریت کے گھروندے کی طرح ثابت ہوگی۔

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخریںؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

- خریدار بنیئے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے